مِلّی ٹائمز انٹرنیشنل

جلد ۶ شمارہ ۳

ستمبر ۱۹۹۹

نئے سیاسی نظام کی طرف ایک قدم

رابندر ناتھ ٹیگور آڈیٹوریم میں شرکائے اجلاس ہمہ تن گوش

اس شمارے میں...

- اندور اجلاس میں خلافت پارٹی کا قیام ص ۵
- ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ ص ۲
- پھسلتی زندگی کے تعاقب میں ص ۱۷
- لندن میں کوسووو کانفرنس ص ۱۰
- ترجمہ معانی القرآن ص ۱۱

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا دیکھتا ہے کہ ایک پرانے کھنڈر میں جہاں روشنی کا گزر نہیں کھڑکیاں، روشندان اور دروازے سب کچھ بند ہیں، ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا، چیخ و پکار کا بازار گرم ہے، نالہ و فریاد کی لے کبھی تیز ہو جاتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ مدھم پڑ جاتی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے پکارنے والوں کی آوازیں حلق میں گھٹ کر رہ گئی ہوں۔ بہت کوشش کی اس تاریک جہنم سے نکل بھاگے جہاں اذیت صرف کانوں سنائی پڑتی اور بن دیکھے محسوس ہوتی ہے۔ اندھیرا اتنا سخت ہے کہ آنکھیں حقیقت کے ادراک سے عاجز ہیں مگر اس اذیت گاہ کی سب سے بڑی اذیت یہ تھی کہ محبوس لوگوں کو یقین آ گیا تھا کہ اب یہاں سے فرار ممکن نہیں۔

باہر نسبتاً روشن بر آمدے میں کچھ مہاتما قسم کے لوگ براجمان تھے جو بڑی فیاضی کے ساتھ کھنڈر کے باسیوں کو آکسیجن کے سلنڈر تقسیم کر رہے تھے۔ زندگی کے بے تابانہ آرزومند ہوس کے مارے کئی کئی سلنڈر اٹھائے پھرتے، گو کہ ان کا وجود اس بوجھ کا متحمل نہ تھا لیکن اسے یہ شدید احساس تھا کہ اگر ان مہاتماؤں کی فیاضی سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو کیا پتہ سانس لینے کے لئے اگلے لمحے اس کے پاس آکسیجن موجود ہو یا نہ ہو کہ اس کھنڈر میں جہاں سانس لینے کے لئے آکسیجن راشن میں تقسیم ہوتی، زندگی جینے کا یہی واحد راستہ تھا۔ مہاتماؤں کی عظمت پر اسے رشک آتا اور ان کی فیاضی پر وہ بچھا جاتا جو آکسیجن نہیں بلکہ زندگی تقسیم کیا کرتے تھے۔

خواب میں بھی اسے عجیب و غریب خواب آتے، کیا دیکھتا کہ کھنڈر میں اچانک کوئی روشندان کھل گیا ہے، جہاں سے ہرے بھرے باغات، دریا کی روانی، جھرنوں کا شور، چڑیوں کی چہچہاہٹ اور کوئل کی کوک یہ سب کچھ اس طرح محسوس ہوتے ہیں جیسے خواب خواب حقیقت ہوں۔

کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک روشن دنیا میں ویران راستے پر جا نکلا ہے مگر کچھ دور آگے چل کر اس راستے کی شاخیں مختلف سمتوں میں جاتی دکھائی دیتی ہیں۔ اور وہ جس شاخ کا بھی انتخاب کرتا ہے اس میں مختلف شاخیں نکل آتی ہیں۔ حیران ہے کہ جائے تو جائے کہاں؟ سوچتا ہے کاش اسی کھنڈر کا راستہ مل جاتا جہاں کم از کم مہاتماؤں کی فیاضی سے قسطوں پر جینے کا سامان تو تھا۔ دور کہیں روشنی نظر آئی، شاید جھاڑی میں آگ لگی ہو حضرت موسیٰ کا واقعہ اس کی نگاہوں میں گھوم جاتا ہے لیکن قریب جانے پر آگ ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ مختلف خواب آپس میں گڈمڈ ہونے لگتے ہیں۔ باہر کا خواب اندر کے خواب سے کتنا مختلف ہے۔ سوچتا ہے جس دنیا میں راستے اتنے مختلف سمت میں جاتے ہوں، امکانات کا افق اتنا وسیع ہو۔ زمین شب و روز آکسیجن اگاتی ہو وہاں کچھ لوگوں کو سانس لینے کے لئے قسطوں پر آکسیجن کیوں ملا کرتی ہے۔ اس کی کمر سلنڈروں کے بوجھ سے دبی جاتی تھی۔ کبھی سوچتا اس ایک سلنڈر کے علاوہ جو فی الوقت اس کی ناک سے لگا ہے بقیہ سلنڈروں کو پھینک کر امکانات کی سڑک پر تیز دوڑ لگائے لیکن پھر زندگی کے حرص میں وہ تمام سلنڈروں کو اکٹھا کر اپنی خمیدہ کمر پر پھر سے لاد لیتا۔

اس کی صورتِ حال کینسر کے اس مریض جیسی ہے جو مرنے کے لئے زندہ رہتا ہے، اسے یقین ہوتا ہے کہ وہ کچھ بھی کر لے موت اس کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ سلنڈر خالی ہو رہا ہے اور تجربات نے اسے یہ بھی بتایا ہے کہ کبھی کبھی نیا مہر بند سلنڈر بھی بالکل خالی نکلتا ہے وہ ذہنی طور پر اس جھٹکے کو برداشت کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔

پہلے مہاتماؤں کی فیاضی نے اس سے توفیق عمل چھینا اب بند راستوں کے احساس تلے وہ زندگی کی آرزو سے بھی عہدہ برآ ہونا چاہتا ہے۔ ایسی مایوس کن صورتِ حال میں ملی ٹائمز کے صفحات اگر راستوں کی نشاندہی کر سکیں تو یقیناً مہاتماؤں اور ان کے حواریوں کے لئے یہ صورتِ حال قابل قبول نہ ہوگی۔ ملی ٹائمز کا وجود مسلسل ابتلاء سے دوچار ہے لیکن ہم قسطوں میں زندگی کے قائل نہیں اور نہ ہی ہمیں آکسیجن کے سلنڈر سے کوئی دلچسپی ہے۔ ہماری زندگی کے لئے اللہ کی محافظت اور نصرت کافی ہے اور ان لوگوں کی مدد جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے سچی محبت کرتے ہیں۔ حقیقت کی دنیا میں پیش آنے والی ہر خوفناک مہیب صورتِ حال کو ہم خواب پر محمول کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جونہی ہماری آنکھیں کھلیں گی یہ منظر ہوا ہو جائیں گے۔ (ادارہ)

ملی ٹائمز انٹرنیشنل

ملی ٹائمز انٹرنیشنل ایک ماہنامہ مجلہ ہے جو ہر ماہ کی ابتداء میں پیس انڈیا انٹرنیشنل کی طرف سے شائع کیا جاتا ہے جو کہ ایک غیر تجارتی فلاحی ٹرسٹ ہے اور جس کا مقصد ایک ایسے خوشگوار ماحول کا قیام ہے جس میں ہر شخص کو سماجی اور معاشی انصاف مل سکے اور جہاں اللہ کے ہر بندے اور بندی کو مذہبی اور نسلی امتیاز کے بغیر بہتر دنیا اور بہتر آخرت بنانے کے مواقع حاصل ہوں۔

Milli Times International
Milli Times Building
Abul Fazl Enclave
Jamia Nagar
New Delhi-110025 India
Tel.: +91-11-6926246
+91-11-6827018
Fax: +91-11-6946686
E-mail: militime@del3.vsnl.net.in
or : millitimes@hotmail.com

قیمت: دس روپے

سالانہ: سو روپے (Rs.100/-)

بیرون ممالک کے لئے سالانہ زر تعاون ۲۵ امریکی ڈالر (بذریعہ ہوائی ڈاک)

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

سیکولرازم کے بطن سے مسلم ایجنڈے کی برآمدگی پر ایک فکر انگیز تحریر

ہم جس دنیا میں سانس لے رہے ہیں وہ ایک خدا بیزار سیکولر تہذیب کی پیدا کردہ دنیا ہے۔ دنیا کی اس نئی ترتیب و تنظیم میں آقائے سیکولرازم کی اطاعت کا ہر لمحہ خیال رکھا گیا ہے۔ ہر چیز کچھ اس انداز سے سجائی گئی ہے کہ کسی بھی طرح سیکولرازم کے بنیادی اصولوں کی بے حرمتی نہ ہو' یہاں تک کہ دینی اور روحانی نظام کو بھی کچھ اس انداز سے زندہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس کے ہاؤو ہو سے سیکولر نظام پر کوئی آنچ نہ آئے۔ یہ ہے وہ دنیا جس میں بدقسمتی سے ہم سانس لینے پر مجبور ہیں۔

حد تو یہ ہے کہ ہم جن افکار و نظریات کو اور جن جماعتوں اور شخصیات کو سیکولرازم مخالف سمجھنے کی غلطی کرتے ہیں بادی النظر میں یہ ادارے اور شخصیات بھی اسی سیکولرازم کی تبلیغ کرتے نظر آتے ہیں۔ پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے' خدا بیزار تہذیب کے علمبردار اب صرف وہی نہیں جو مغربی طرز کا سوٹ پہنتے اور ٹائی آویزاں کئے رہتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی ہیں جن کی عبا قبا سے کسی الٰہی تہذیب کے نمائندے ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جدید دانش گاہوں سے فارغ مغرب کے اسیر' اسلام سے اپنی وابستگی پر شرمانے والے مسلمان دانشور ہوں یا روایتی دینی درس گاہوں سے فارغ اپنے جبہ و دستار سے تقویٰ کی آندھی چلانے والے روایتی علماء کرام' ان دونوں کے World-view میں قطعاً کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ یہ دونوں قسم کے مسلمان بدقسمتی سے اسلام کی روایتی تہذیب سے باغی ہو چکے ہیں۔

ان باتوں کی مزید وضاحت کے لئے میں چند ایک واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ ابھی چند دنوں پہلے پانچ مسلم تنظیموں کی جانب سے ایک مسلم ایجنڈے کا اجراء عمل میں آیا ہے۔ اس مسلم ایجنڈے کی تیاری میں جمعیۃ علماء ہند' جماعت اسلامی ہند' مسلم پرسنل لاء بورڈ' ملی کونسل اور مسلم مجلس مشاورت کی کوششوں کو دخل رہا ہے۔ ان جماعتوں نے طویل بحث و مباحثے کے بعد مسلم ایجنڈے کے نام پر جو چیز مرتب کی ہے اس میں پارلیامنٹ اور اسمبلیوں میں مسلمانوں کی بھرپور نمائندگی' ملازمتوں میں مسلمانوں کے لئے ریزرویشن' بابری مسجد کی تعمیر نو' مسلم پرسنل لاء' اوقاف' اردو زبان اور مسلمانوں کے تحفظ کے امور شامل ہیں۔ یہ ہے وہ مسلم ایجنڈا جس کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ اس کے اجراء سے مسلم قیادت کا جمود ٹوٹ رہا ہے' اس سے قطع نظر کہ مسلم ایجنڈے میں پہلی بار کوئی بات گئی ہے یا یہ کہ پچھلے پچاس سالوں میں اس طرح جمود کا ٹوٹنا کتنی بار ظہور پذیر ہوا ہے' ہمارے لئے یہ بات اہم ہے کہ جسے مسلم ایجنڈا قرار دیا جارہا ہے وہ سرے سے مسلم ایجنڈا ہے بھی یا نہیں؟

ہمارے خیال میں مسلم ایجنڈے کے تعین میں کسی اختلاف کی گنجائش اس لئے نہیں ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ذریعے طے کردہ ہے۔ دنیا کا بڑے سے بڑا عالم اور امت کا بڑے سے بڑا عاقل تاریخ کے کسی دور میں ایک ایسا مسلم ایجنڈا ترتیب دینے کا حق نہیں رکھتا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے طے کردہ ایجنڈے سے مختلف ہو۔ رسول اکرمؐ کے وصال کے بعد اب پوری امت مسلمہ نیابت رسول کے منصب پر فائز ہے جس کے ذمہ یہ کام دیا گیا ہے کہ وہ توحید خالص کی بنیاد پر ایک عالمی نظام عدل قائم کرے' ایک ایسے معاشرے کی راہ ہموار کرے جس میں خدا بیزاروں اور کفار و مشرکین کے دین پر اللہ کا دین غالب آجائے اور ایک ایسی صورت حال پیدا ہو جس کے بارے میں کہا جاسکے کہ **کلمة اللّٰه هی العلیا**. ہم مسلمانوں کے لئے اس ایجنڈے پر کام کرنا اعزاز بھی ہے اور دنیا و آخرت میں فلاح کا واحد راستہ بھی۔

حیرت ہوتی ہے کہ اسلام سے اپنی واقفیت کا دعویٰ کرنے والی مسلمانوں کی مؤقر تنظیموں نے جو مسلم ایجنڈا ترتیب دیا ہے وہ رسول اکرم ﷺ کے تفویض کردہ ایجنڈے کے ذکر سے یکسر خالی ہے۔ یہاں نہ تو توحید خالص کی طرف بلانے کا کوئی پروگرام ہے اور نہ ہی نظام کفر کو مسترد کرنے کا کوئی اعلان۔ اہل ایمان کو کار رسالت کے لئے منظم کرنے کا کوئی منصوبہ ہے اور نہ ہی دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کے مقابلے کے لئے کسی مشترکہ مہم کا اشارہ۔ مسلم ایجنڈے کے نام سے ان مؤقر مسلم تنظیموں نے جو باتیں لکھی ہیں ان میں کوئی ایسی بات نہیں جس کا تذکرہ ماضی میں غیر مسلم سیاسی پارٹی کی قراردادوں اور انتخابی

منشور میں نہ رہا ہو۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ مسلم ایجنڈا نہ ہو بلکہ کانگریس اور تیسرے محاذ کا انتخابی منشور ہو۔

بات یہ ہے کہ ہماری دینی جماعتوں اور مؤقر مذہبی شخصیات نے سیکولر تہذیب کو اپنے اندر کچھ اس طرح جذب کرلیا ہے کہ اب وہ امور دنیا پر غور کرتے ہوئے اس سیکولر فکری ڈھانچے سے نہیں نکل پاتے۔ یہ ایک ایسا افسوسناک سانحہ ہے جو بدقسمتی سے اس ملک میں پیش آچکا ہے۔ عام لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی دینی جماعتیں اسلامی فکر کی علمبردار ہیں۔ وہ ہر مسئلے کو کتاب و سنت کے حوالے سے دیکھتی ہیں اور ہر مسئلے پر اسلامی فکری چوکھٹے میں رہ کر کوئی رائے قائم کرتی ہیں، لیکن افسوس کہ بادی النظر میں ایسا ہے نہیں۔

اس حقیقت کا ادراک کرنا کہ ہماری دینی جماعتیں سیکولرازم کی مبلغ بن گئی ہیں ایک تکلیف دہ عمل تو ضرور ہے لیکن صورت حال کے ازالے کے لئے اس تلخ حقیقت کا اعتراف بھی ضروری ہے۔ ٹائی سوٹ والا سیکولر مسلمان بھی تو یہی کہتا ہے کہ نماز روزے سے کام رکھو اور زندگی کے امور میں نئی دنیا کے نئے نظام کو قبول کرلو۔ موجودہ نظام جبر کے انکار اور نظام خلافت کے قیام جیسے نعروں سے بنیاد پرستی کا الزام اپنے سر نہ لو۔ یہ سب فرسودہ ناقابل عمل باتیں ہیں۔ اس کے بجائے کرنے کا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے تعلیم اور تحفظ کی بات سوچی جائے، ملازمت اور سیاست میں ریزرویشن ملے، تعلیمی اداروں کے قیام اور معاشی استحکام کی تحریک چلائی جائے کہ ان باتوں کے کہنے سے ہم پر بنیاد پرستی کا الزام نہیں لگتا۔ کل تک جو باتیں صرف سکہ بند سیکولر مسلمانوں کا ایجنڈا قرار پاتی تھیں اب وہی باتیں خالص دینی اور ملی تنظیموں کا ایجنڈا بن گئی ہیں۔ بات بہت واضح ہے، دینی تنظیمیں بھی اب زبان حال اور قال سے یہی کہتی نظر آتی ہیں کہ اسلام کو صرف ایک مذہب کے طور پر زندہ رہنے دو، تہذیب کے طور پر اس کی زندگی کے لئے تو اب ہم فاتحہ پڑھ چکے۔ بالفاظ دیگر مسلم ایجنڈے سے مترشح ہونے والی مسلمانوں کی مؤقر تنظیموں کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز روزے کا سلسلہ اپنی جگہ، درس قرآن اور اقامت دین کی باتیں اپنی جگہ البتہ اپنے امور زندگی پر گفتگو کرتے ہوئے ہم ان باتوں کا حوالہ نہ لائیں جس سے خواہ مخواہ بنیاد پرستی کو ہوا ملتی ہو بلکہ عملی زندگی میں قابل عمل ایجنڈا تو وہی ہے جو سیکولر مسلمانوں اور کفار و مشرکین کی سیاسی پارٹیوں کے محبوب نکات پر مشتمل ہے۔ اور یہ کہ اگر اسی سیکولر ایجنڈے کو دینی تنظیمیں اپنالیں تو اسے "مسلم ایجنڈا" کہنے میں کچھ تامل نہیں ہونا چاہئے۔

عجب افسوس کا مقام ہے کہ جن اداروں سے اسلامی فکر کی ترویج واشاعت کی توقع تھی اب کھلے عام وہاں سے سیکولر طرز فکر کی اشاعت کا کام جاری ہے۔ گذشتہ دنوں نظام کفر کے سرخیل وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی مولانا ابوالحسن علی ندوی کی قدم بوسی کے لئے ندوہ پہنچے تھے۔ اس موقع پر مولانا علی میاں نے واجپئی جی سے جو بات کہی تھی وہ خالص سیکولر فکر کی حامل تھی۔ آپ نے کہا تھا کہ اگر ملک کی کشتی ڈوبے گی تو اس میں سوار سبھی لوگ ڈوب جائیں گے، اس لئے سیکولر، جمہوری اقدار کے تحفظ پر آپ نے زور دیا۔ اب کچھ اسی قسم کی باتیں مولانا نے سونیا گاندھی سے کہی ہیں۔ یعنی یہ کہ اس ملک کے مستقبل کے لئے ضروری ہے کہ سیکولرازم، عدم تشدد اور جمہوریت کی بقا کا خاص خیال رکھا جائے۔ ایک اسلامی مفکر کی زبان سے سیکولر اقدار کی تلقین دراصل اسی سانحے کو واضح کرتی ہے کہ اب بدقسمتی سے ہمارے علماء کرام بھی خالص اسلامی فکری چوکھٹے میں سوچنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان دونوں ملاقاتوں میں واجپئی اور سونیا گاندھی پر یہ بات واضح کردی جاتی کہ ملک کی نجات اور خود تمہاری شخصی نجات الہ واحد کی بندگی میں ہے۔ اور یہ کہ جب تک اس ملک کو الٰہی ہدایات کے تابع نہیں کیا جاتا۔ تب تک اس ملک میں امن و سکون، خوش حالی اور ترقی نہیں آسکتی اور نہ ہی باشندگان ملک کو دنیا و آخرت کی سچی کامیابی مل سکتی ہے کہ اگر یہ بات واضح کی جاتی تو اس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کے اس پیمبرانہ رویے پر ہوتی جو آپ نے امراء و سلاطین کے وفود کے تئیں اور ان کو لکھے گئے مکاتیب میں اپنایا تھا۔

مغرب کی فکری یلغار اور گذشتہ پچاس برسوں کے سیکولر کرن نے ہمارے فکری، تہذیبی چوکھٹے کو روند ڈالا ہے، اب ہم میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو خالص دینی نقطہ نظر سے محاکمے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ سیکولر دانشوروں کو تو چھوڑیے کہ وہ معذور ہیں، انہیں اسلامی تہذیب کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں لیکن قدیم مدارس کی چہار دیواریوں سے جو کچھ برآمد ہو رہا ہے وہ بھی اسی سیکولرازم کا مذہبی ایڈیشن ہے۔ یعنی یہ کہ قال اللہ اور قال الرسول کی تمام بحث ایک فن کی حیثیت سے زندہ رہے۔ رہے امور دنیا یا اجتماعی زندگی کی ترتیب و تنظیم کا مسئلہ تو اسے مروجہ تہذیب کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ بہت سی دینی مجالس اور خانقاہوں میں سیاست ایک ممنوعہ شئ بن گئی ہے جس پر زبان کھولنا اب اہل تقویٰ اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ گویا وہ اپنے قول و فعل سے اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اجتماعی زندگی کو مروجہ نظام کے رحم و کرم پر چھوڑ کر بھی وہ اپنی ذات کے نہاں خانے میں ایک عالم تقویٰ سجا سکتے ہیں جو نہ صرف ان کے لئے بلکہ ان کے بہت سے مریدوں کی نجات کے لئے بھی کافی ہے۔ یہی وہ رہبانیت ہے جو سیکولرازم اپنے مذہبی ایڈیشن کے طور پر پیش کرتا ہے۔ نہ جانے کتنے جبہ و دستار والے لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر اس ملک میں سیکولر ایجنڈے کی تکمیل کے لئے شب و روز سرگرم ہیں۔ بعض اصحاب شریعت تو اتنے آگے جاچکے ہیں کہ انہیں اپنے کافر و مشرک سیکولر گرو کی امامت میں اس بات کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ اب وہ رسول اکرم ﷺ کی امت سے نکل کر کسی اور کی امت میں داخل ہوچکے ہیں۔ جب کسی امت کا World-view کھو جائے، جب اس کا فکری تہذیبی ڈھانچہ تباہ و برباد ہو جائے تو اسے وہ سب کچھ نظر آتا ہے جو ہوتا نہیں اور جو ہوتا ہے نگاہیں اس کا ادراک نہیں کرپاتیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس فکری چوکھٹے کی تعمیر کے لئے فوری اقدام کئے جائیں ورنہ ہوگا یہ کہ کوئی جبہ و دستار والا شخص ہم سے کبھی کاروان آزادی نکالنے کا مطالبہ کرے گا تو کبھی کوئی شخص خود کو امیر شریعت بتا کر یوم آخرت کے بجائے پندرہ اگست کو ہمارے لئے یوم احتساب قرار دے گا۔

□

پچھلے دنوں عید میلاد النبی کے موقع پر مسلم نمائندہ کمیٹی کی جانب سے ایک عظیم سیرت کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ صدر نمائندہ کمیٹی جناب زبیر خان صاحب کی دعوت پر ڈاکٹر راشد شاز نے سیرت کے سیاسی پیغام پر خطاب کیا اور اسی متبرک رات رسول اکرم ﷺ کے سیاسی ایجنڈے کو دوبارہ متحرک کرنے کے لئے خلافت پارٹی کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ ذیل میں محترم راشد شاز کی گفتگو پیش کی جارہی ہے جسے ٹیپ کی مدد سے برادر محمد راشد خان نے ترتیب دیا ہے۔ «ادارہ»

سیرت اجلاس میں سامعین ہمہ تن گوش

اندور اجلاس میں خلافت پارٹی کا قیام

معدوم نظام خلافت کے شہریو! مجبور و مقہور اور بے بس مسلمانو! بھائیو اور بہنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یقیناً یہ ایک مبارک مجلس ہے کہ یہاں رسول اکرم ﷺ کے حوالے سے مسائل کا حل دریافت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے لیکن اس اعتبار سے بڑے افسوس کا مقام ہے کہ آج جس عظیم نبی کے حوالے سے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں اس عظیم نبی کی امت، پوری دنیا میں دردناک زوال سے دوچار ہے دنیا نے ہمیں یتیم کا مال سمجھا ہوا ہے۔ دنیا کے کسی گوشے میں ہماری آبرو سلامت نہیں، مغلوب ہیں، مقہور ہیں، ہر طرف مارے جارہے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں۔

پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ بڑے عظیم نبی کی امت ہیں، ہمارا تعلق سرکار دوعالم ﷺ سے ہے۔ سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جس امت کا تعلق ایک ایسے عظیم نبی سے ہو آخر وہ اس دنیا میں اتنی مجبور اور مقہور کیوں ہے؟ یہ بڑا اہم سوال ہے یا تو اس نبی کے پیغام میں کوئی کمی ہے یا پھر ہم وہ لوگ نہیں ہیں جس کا ہمیں دعویٰ ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی امت کے لئے تو اللہ نے اقتدار کی، غلبے کی، حکومت کی، عزت واحترام کی ضمانت دی ہے۔ "وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔"

ہم ایک ایسی صورت حال میں پھنس گئے ہیں جہاں قانونی طور پر مکاروں نے ہمارے لئے دروازے بند کردئے ہیں۔ اگر آپ قیامت تک بھی الیکشن کے Process سے یہ چاہتے ہوں کہ پارلیمانٹ اور اسمبلی میں اپنی اکثریت ثابت کردیں یا مؤثر قوت بنا کر دکھادیں تو یہ ممکن نہیں، دیکھئے ہر دستور، ہر نظام قانون ایسا بناتا ہے کہ وہ اس کو Protect کرسکے تو انہوں نے قانون اس طرح ترتیب دیا ہے کہ آپ ان کے سجائے ہوئے تماشے کو خراب نہ کرسکیں۔ لہٰذا اگر آپ یہ سمجھتے ہوں کہ آپ ان ہی Battlefields میں جہاں شکست ہمارا مقدر ہے اسی میدان میں ہم ان سے مقابلہ آرائی کریں گے تو یقیناً کامیاب نہیں ہوسکتے۔

دیکھئے اس ملک میں سب سے پہلی بات سمجھنے کی یہ ہے کہ مسلمان یہ طے کرلیں اور سوچ لیں کہ وہ ہیں کیا اور کیا چاہتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں ہم خاصے کنفیوژڈ ہیں۔ پچھلے پچاس سال میں جو کچھ کہا اور سنا گیا ہے سب کا سب کنفیوژن ہے۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ ہمیں کرنا کیا چاہئے؟ ہم ہیں کون؟ یہ بات ذہن میں رہے کہ اس سرزمین پر، خدا کی قسم، ہم سے متبرک قوم کوئی نہیں ہے۔ اور وہ صرف اس لئے ہے کہ ہم آخری رسول ﷺ کی آخری امت ہیں، ہمارے بعد اب کسی کو نہیں آنا ہے۔ پہلے صرف انبیاء مبعوث ہوتے تھے اب رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہیں آئے گا لہٰذا پوری کی پوری امت مبعوث کردی گئی ہے، اس کام کے لئے کہ وہ اس ایجنڈے کو آگے بڑھائے۔ اب کتنے شرم کی بات ہے کہ رسول اکرمؐ کا امتی، رسول اکرمؐ کے نائبین کفار کی خوشامد کو اپنا شیوہ بنائیں، ان کی پارٹیوں کا جھنڈا اٹھائیں، ان کی حاشیہ برداری کریں۔ کتنی بڑی توہین ہے رسول اکرمؐ کی۔ خدا کے بندو! بہت دردناک صورت حال ہے، دل رونے لگتا ہے اس صورت حال پر، یہ ہو کیا رہا ہے؟ یہ دین کا کیسا علم ہے؟ یہ کون سا علم ہے جو مدرسوں میں پڑھایا جارہا ہے کہ آپ نے اس صورت حال کو برداشت کیا ہوا ہے؟ قرآن صاف الفاظ میں کہتا ہے اور دیکھئے جب قرآن میں نص آجاتی ہے تو دنیا کا بڑے سے بڑا عالم اس سے انحراف کی جرأت نہیں کرسکتا۔ جس کے بارے میں نص قطعی موجود ہو اس پر مسلمانوں میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا اور اسی لئے اس مسئلے پر کوئی اختلاف باقی نہیں ہے کہ "ولن یجعل الله للکافرین علی المومنین سبیلا" اللہ اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کفار مسلمانوں کے حکمراں بن جائیں۔

سرورق کی کہانی

یہ ان کے امور کے منتظم و منصرم بن جائیں' یہ ناقابل برداشت ہے' حرام ہے۔ اب اگر اس کے باوجود کفار و مشرکین کی حکومت کے قیام کے لئے' ان کو قوت پہنچانے کے لئے ہم میں سے کچھ لوگ کام کریں تو یہ رسول اللہؐ کے ایجنڈے سے غداری ہوگی۔ آج ہم سے بہت سے لوگ دشمن کے خیمے کو مضبوط کرنے کے لئے دن رات کام کررہے ہیں۔ غور کیجئے اس نوجوان کو جس کی موت پولنگ بوتھ پر ہوتی ہے۔ کس لئے وہاں گیا تھا وہ' اس لئے کہ کسی مشرک کے حق میں ووٹ دلوائے' اس کے اقتدار کی راہ ہموار کرے' گولی چلی ہلاک ہوگیا۔ حرام موت ہوئی وہ' ایک غیر اسلامی ایجنڈے کے لئے' ایک کافر ومشرک کو قوت میں لانے کے لئے اپنی جان دے دی اس نے۔ بتایئے! دنیا تو گئی آخرت بھی چلی گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اور کیا پتہ ہم میں سے کب کس کی زندگی کا چراغ گل ہوجائے۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم جس کی تمنا کرتے ہیں' دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! موت ہمیں آئے تو اس حال میں آئے کہ ہم مسلمان ہوں' ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ جو Imposible معلوم ہوتا ہے' جو ایجنڈا اس وقت رسول اللہ کے نظام کے قیام کا اس کو بڑھاتے ہوئے' اس میں جان کھپاتے ہوئے' اس کے لئے کام کرتے ہوئے موت آجائے' سینے پر گولی لگے یہاں کچھ ملے یا نہ ملے کم ازکم اللہ کے حضور کچھ پیش کرنے کو تو ہو۔

اب لوگ کہتے ہیں کہ بھئی یہ تو بڑا مسئلہ ہے' لمبا سفر ہے۔ یہ سب کریں ہم لیکن ہمیں ملے گا کیا؟ چوں کہ ہماری پارٹی اگر بنتی بھی ہے تو فوری کامیابی کے امکانات نہیں ہیں۔ خلافت اسلامی --- کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کب اللہ تعالیٰ اس کے لئے حالات سازگار کرے۔ جن لوگوں کی دنیا کے واقعات پر نظر ہے وہ پیش گوئی کررہے ہیں کہ اب یونی پولر ورلڈ ایک ایسی Tilting پوزیشن میں ہے جہاں وہ اپنا بیلنس خود کھورہا ہے۔ خود مغرب میں پیشین گوئیاں ہورہی ہیں کہ اب سرمایہ دارانہ نظام اپنے پیدا کردہ جبر کو سہارنے کی پوزیشن میں نہیں ہے لہٰذا اب مغرب کے اندر جابجا اس نظام کے خلاف مظاہرے بھی ہوئے ہیں۔ کون کہہ سکتا تھا کہ سوویت یونین جیسی عسکری قوت چند برسوں میں یوں تباہ ہوجائے گی۔ پھر آپ یہ کیسے تصور کئے بیٹھے ہیں کہ برصغیر اسی صورت حال میں رہے گا' آنے والے دس سالوں میں دنیا اسی صورت حال میں رہے گی۔ قرائن بتاتے ہیں کہ حالات تبدیل ہونے والے ہیں۔ اب یہ ہماری سعادت ہے کہ ہم ان حالات سے فائدہ اٹھانے کے لئے کتنی تیاری کرلیتے ہیں۔

اس ہندوستان میں جہاں ہم خود کو ایک ناپسندیدہ نظام میں پھنسا محسوس کرتے ہیں۔ اس نظام میں بعض خوبیاں بھی ہیں۔ اس نظام نے آپ کو یہ اجازت دے رکھی ہے کہ اس نظام کی تبدیلی کے لئے آپ اگر پرامن طریقے سے مہم چلائیں' دل ودماغ میں تبدیلی لائیں تو اس کی اجازت ہے۔ دیکھئے جب اللہ کے حضور لوگوں کا مقدمہ پیش ہوگا' بعض کمزور ایمان والے مسلمان یہ کہہ سکیں گے کہ gun point پر مجھ سے ووٹ ڈلوایا جارہا تھا یا معصیت کروائی جارہی تھی۔ چلئے شاید بات سن لی جائے مگر یہاں تو gun point پر کوئی ووٹ نہیں لیتا' یہاں تو ذوق و شوق سے ان کی خوشنودی کے لئے یہ کام کیا جارہا ہے' تو اس دن جب لوگوں کا مقدمہ پیش ہوگا ہم کون سا عذر پیش کرسکیں گے اللہ تعالیٰ کے سامنے۔ بات بہت ہی واضح ہے اور بات اتنی واضح ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا جو آخری خطبہ ہے میں پھر اس کو مختصراً آپ کے ذہن میں تازہ کروں گا کہ آپ نے یہ بات کہی تھی کہ لوگو! جو بات میں لایا ہوں اس کو آگے لے جاؤ' جو لوگ یہاں نہیں ہیں ان تک پہنچادو۔

رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں جزیرۃ العرب میں ایک چھوٹی سی ریاست قائم ہوگئی لیکن وہ عالمی خلافت نہیں تھی۔ اگر عالمی خلافت قائم ہوجاتی تو مسلمانوں کو مبعوث کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پہلی دفعہ تاریخ میں ایسا ہوا کہ آخری رسول کی پوری امت کو مبعوث کردیا گیا کہ وہ unfinished ایجنڈے کے لئے کام کرے لہٰذا ہم سب کے سب unfinished ایجنڈے کے لئے کام کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں' اس بارے میں اگر آپ کے ذہن میں کوئی التباس ہو تو میں آپ کو ایک واقعہ یاد دلاؤں گا سیرت پاکؐ سے۔ ذرا غور کیجئے! رات کی تنہائی ہے' منیٰ کا میدان ہے' عقبہ کی جگہ ہے۔ مدینہ سے کوئی ۷۲ لوگ آئے ہیں جو رسول اللہ ﷺ

میزبان جلسہ محمد زبیر خاں صاحب خطاب کرتے ہوئے

سے تنہائی میں ملنا چاہتے ہیں' رات کی تاریکی میں ملنا چاہتے ہیں تاکہ کفار قریش کو پتہ نہ چلے۔ تاریخ اس واقعہ کا بیعت عقبہ ثانیہ کے نام سے ذکر کرتی ہے۔ مدینہ والوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مدینہ تشریف لائیں' ہم لوگ آپ کے استقبال کو تیار ہیں۔ عباس بن نضلہ انصاری اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: **هل تدرون علام تبايعون هذا الرجل؟** جانتے ہو کہ اس شخص سے کس بات کا پیمان باندھ رہے ہو؟ کہا ہاں' پھر اس نے کہا تم اس کے ہاتھ پر بیعت کرکے لوگوں میں سے سرخ وسیاہ سے جنگ یعنی دنیا بھر سے لڑائی مول لے رہے ہو۔ پس اگر تمہارا خیال یہ ہو کہ جب تمہارے مال تباہی کے اور تمہارے اشراف ہلاکت کے خطرے میں پڑجائیں تو تم اسے دشمنوں کے حوالے کردوگے تو بہتر ہے کہ آج ہی اسے چھوڑدو' کیوں کہ خدا کی قسم یہ دنیا و آخرت کی رسوائی ہے اور اگر تمہارا ارادہ یہ ہے کہ جو دعوت تم اس شخص کو دے رہے ہو اس کو اپنے اموال کی تباہی اور اشراف کی ہلاکت کے باوجود نباہوگے تو بیشک اس کا ہاتھ تھام لو کیونکہ خدا کی قسم یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

آج ہم تقریباً اسی صورت حال سے دوچار ہیں۔ ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا ہاتھ تھام لیں یا خطرات کے پیش نظر آپ کا ہاتھ چھوڑدیں۔ اب یہ فیصلہ ہر شخص کا ذاتی فیصلہ ہوگا کہ وہ رسول اکرمؐ کا ہاتھ تھامتا ہے اور ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے یا آپ کا ہاتھ چھوڑ دینے میں عافیت سمجھتا ہے اور اس کے دل ودماغ نے دین کا

جو نقشہ قائم کیا ہے اس پر چلتا رہتا ہے۔ لیکن اللہ کے نزدیک نہ یہ دین مقبول ہے اور نہ ہی وہ عبادت قابل قبول ہے جو اپنے خود ساختہ تعبیرات کی روشنی میں کی جائے۔

بھائیو اور بہنو! یہ ہے وہ صورت حال جس میں ہم اس وقت خود کو گھرا پاتے ہیں۔ اب بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس کام کو شروع کیسے کیا جائے؟ پہلے تو یہ معلوم ہو کہ کام ہے کیا؟ دیکھئے اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ اسلام میں امارت کا اختیار پوری امت کو ایک وقت میں روئے زمین پر صرف ایک شخص کو حاصل ہے۔ اس سلسلے میں بہت سخت حکم ہے کہ اگر ایک امیر کے رہتے ہوئے دوسرا شخص بیعت لینے کی کوشش کرے تو اس کی گردن مار دی جائے۔ اور آپ کو پتہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد کفن دفن کے ایجنڈے کو ملتوی کیا گیا لیکن امیر کے انتخاب کا کام پہلے کیا گیا۔ حضرت عمر بستر مرگ پہ چھ آدمیوں کی کمیٹی بناگئے اور یہ تاکید بھی کردی کہ اگر یہ لوگ تین دن کے اندر فیصلہ نہ کرپائیں تو ان تمام حضرات کی گردن ماردی جائے۔ اتنی سخت آپ نے حد بندی کردی تو اس میں دو رائے نہیں کہ ہماری زندگی Complete نہیں ہوتی اس وقت تک جب تک کہ کوئی امیر نہ ہو اور امیر کی ذات خلیفہ کی ذات ہوگی اور صرف اسی کو حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں سے بیعت لے اور مسلمان اس بات کے مکلف ہیں کہ خلیفہ کے احکام کو مذہبی ذمے داری سمجھ کر ادا کریں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ خلافت اپنے انتہائی کمزور ترین ایام میں بھی ۱۹۲۴ء میں جب ختم ہوئی ہے' دنیا میں اس کا وزن تھا۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ جب ہرزل اپنے یہودی دوستوں کے ساتھ خلیفہ عبدالحمید کے پاس گیا تھا تو سلطان نے کہا: خدا کی قسم عبدالحمید کے رہتے ہوئے ارض فلسطین کا ایک انچ بھی تمہیں نہیں مل سکتا اور نہیں ملا۔ لیکن جب آپ کی خلافت ٹوٹ گئی' جب آپ کے ملک بکھر گئے تو پھر یہ ممکن ہوگیا کہ آپ کے ارض مقدس کو آپ سے چھین لیا جائے۔ اس وقت سارے مسائل کی جو اہم وجہ ہے وہ یہی ہے کہ آپ کا مرکز و محور کھویا گیا ہے' آپ کے پاس لیڈر شپ نہیں ہے لہٰذا آپ کی ہر جدو جہد کامیابی کے مرحلے میں آ کر دم توڑ دیتی ہے۔

تو عالمی سطح پر کرنے کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہم وہ لیڈر شپ دوبارہ اپنے درمیان سے دریافت کریں۔ ہم خلافت کے نظام کے لئے کام کریں اور خلافت صرف مسلم ممالک کے لئے نہیں ہے بلکہ ان زمینوں میں بھی جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں' وہاں بھی خلافت ہی قائم ہوگی کوئی دوسرا نظام قائم نہیں ہوسکتا۔ بدقسمتی سے ہمارے بعض دانشور' بعض علماء کرام' بعض محترم قسم کے لوگ یہ کہنے لگے ہیں کہ بھئی ہندوستان ایک Multi-cultural ملک ہے' Multi-religious ملک ہے لہٰذا یہاں سیکولر دستور ہی قابل قبول ہوسکتا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ گویا یہ کہہ کر آپ یہ کہنے لگے ہیں کہ یہاں قرآن relevant نہیں رہا۔ آپ backout کررہے ہیں اسلام سے' یہ صورت حال قابل قبول نہیں۔ اور دیکھئے کبھی ایسا نہیں ہوا' قرآن نے تو خیر یہ اصول بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے لیکن جو لوگ دنیا کے انقلاب سے واقف ہیں وہ بھی جانتے ہیں کہ ہمیشہ دنیا میں اقلیتوں نے اکثریت پر حکومت کی ہے' لہٰذا یہ بھول جائیے کہ آپ کو غلبہ و اقتدار کے لئے اکثریت کی اس ملک میں ضرورت ہے۔ ہرگز نہیں' اور آپ دیکھیں کہ چار سے سات فیصد کی برہمن اقلیت گذشتہ پچاس برسوں سے اس ملک پر حکمراں ہے۔ بعض لوگوں کو زبردستی یہ باور کرالیا گیا کہ وہ ہندو ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ امبیڈکر نے جب Separate electorate کی بات کی تھی ہریجنوں کے لئے تو گاندھی نے بھوک ہڑتال کردی کہ یہ نہیں ہونے دوں گا' میں مرن برت رکھوں گا۔ یہ ہے مکاری اس نظام کی' وہ جانتا تھا کہ آنے والے دنوں میں کس طرح سے اس ملک کے نظام کو کنٹرول کرنا ہے۔ تو اس کی ہرگز ضرورت نہیں ہے کہ ہم اکثریت میں ہوں۔ نہ انقلابات کی تاریخ میں کبھی ایسا ہوا ہے اور نہ قرآن اس سلسلے میں قیام خلافت کے لئے اس قسم کی کوئی شرط لگاتا ہے' تو یہ بات آپ جان لیجئے کہ اس وقت ہندوستان میں جتنی بڑی تعداد میں آپ ہیں اور ہندوستان کی ایک اور بڑی عظمت ہے وہ یہ کہ عالم اسلام کو گذشتہ دو سو برسوں میں جو شعوری قیادت ملی ہے وہ اسی برصغیر ہندو پاک سے ملی' آپ کے یہاں غور و فکر کا ایک طویل Tradition ہے' رواج ہے' تجربہ ہے اس لئے خلافت کے نئے نظام کے قیام کے لئے انشاء اللہ العزیز مجھے ایسا لگتا ہے کہ پہلی اینٹ شاید اسی سرزمین میں رکھی جائے گی۔ کیا بہتر ہو کہ شاید ہمارا کندھا بھی کام آجائے اس سلسلے میں۔ اے کاش کہ خدا یہ سعادت ہم سب لوگوں کے نصیب میں لکھے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ اتنے بڑے کام کو آگے کیسے بڑھایا جائے، دیکھئے کرنے کا سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ ہمارے لوگ رسول اللہ ﷺ کی پارٹی کے ورکر جو دوسری پارٹیوں میں کام کررہے ہیں ان کو وہاں سے نکال لیں' ان کو بتائیں کہ بھئی تم کس گناہ میں مبتلا ہوگئے ہو۔ تمہاری دنیا تو گئی آخرت بھی گئی۔ تم تو رسول اللہ کی پارٹی کے لوگ ہو' واپس آجاؤ۔ ہمارے پاس کرنے کے لئے بہت کچھ ہے۔ پہلی بات تو یہ بتانے کی ہے' یعنی دوبارہ امت کو رسول اللہ ﷺ کے خیمے میں واپس لانے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی ہم جس stage میں ہیں تو بڑے پیانے پر لوگوں کو دوسری پارٹیوں سے نکالنے کی ضرورت ہوگی اور ان کو یہ بتانا پڑے گا کہ ہمارا ایجنڈا یہ ہے۔ اور کفر ایجنڈے کے لئے اگر ہم کام کرتے ہیں تو ہمارا ایمان رخصت ہوجاتا ہے۔ موٹی سی بات ہے اس میں زیادہ قیل قال کی گنجائش نہیں ہے۔

اب اس کے لئے ہم لوگوں نے ایک ترکیب یہ سوچی ہے۔ چوں کہ راستہ اسی نظام سے بنانا ہے' ہم لوگوں کے سامنے ایک چوتھا Muslim option رکھنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کے ایجنڈے کو متحرک کرنے کے لئے ایک گروہ تشکیل دیا جائے اور اس کے لئے آپ لوگ واپس آئیں رسول اللہؐ کے خیمے میں اور اس کے لئے کام شروع کریں۔ اب یہ چوتھا Muslim option چوں کہ اس نظام کے اندر بہت زیادہ رزلٹ فراہم نہیں کرسکتا۔ آپ کو پتہ ہوگا کہ اس ملک میں جو ایک سو بیس نشستیں پارلیامنٹ کی' لوک سبھا کی محفوظ ہیں SC, ST کے لئے' ان میں ایک بڑی تعداد ان جگہوں سے ہے جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں اور جہاں مسلمان اپنے نمائندے کامیاب کراسکتے ہیں۔ تو مکاروں نے راستہ ہر طرف سے بند کردیا ہے لیکن اس سے خوف زدہ ہونے کی' ہمت ہارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی

سرورق کی کہانی

ہے کہ ہماری نگاہ مستقبل پر ہو' اس مستقبل پر جہاں ہر طرف تبدیلیوں کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔

بھائیو اور بہنو! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بہت ٹھنڈے دل و دماغ سے ان مسائل پر غور کریں بدقسمتی سے ہمارے بعض بھائی دوسری پارٹی میں چلے گئے' انہیں پتہ نہیں تھا انہیں اس بات کا شعور نہیں تھا لیکن وہ ہیں مسلمان' انشاء اللہ ہم انہیں واپس لائیں گے' ہم انہیں منائیں گے' اگر انا کا مسئلہ ہے تو ہم ان کی جوتیاں سیدھی کرکے منائیں گے اور انہیں واپس لائیں گے اس لئے کہ وہ ہمارے لوگ ہیں' ہم اپنے لوگوں کے لئے تو کچھ بھی کرسکتے ہیں۔ "**رحماء بینهم واشد علی الکفار.**"

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے جس کو مستدرک نے نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن آدم سے لے کر آخری شخص تک حق پرستوں کا پورا قافلہ رسول اللہ کے جھنڈے کے نیچے ہوگا۔ اس دن ذرا غور کیجئے کہ ہم کہاں ہوں گے؟ قرآن کریم کی ایک آیت ہے "**یاایها الذین آمنوا لاتاخذو الیهود والنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض**" اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ اس لئے کہ وہ سب آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ "**ومن یتولهم منکم فانه منهم**" اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے وہ دراصل انہی میں سے ہوگا۔ "**ان اللہ لایهدی القوم الظالمین.**"

اگر آپ ان کو دوست بناتے ہیں تو قرآن کا ارشاد ہے کہ آپ انہی کے خیمے کے آدمی ہیں' آپ وہی لوگ ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دنیا میں تو آپ کفار و مشرکین کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں اور قیامت کے دن رسول اللہؐ کے جھنڈے کے نیچے آپ کو جگہ ملے۔ نہیں! آپ کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا۔ آپ سوچ لیجئے کہ اگر آپ کو ملائم سنگھ کی صحبت آخرت میں پسند ہے' لالو یادو کی صحبت پسند ہے' سونیا گاندھی کی صحبت پسند ہے' واجپئی جی کی پسند ہے تو شوق سے ان کے خیمے میں جائیے' شوق سے ان کے لئے کام کیجئے۔ لیکن اگر آپ رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے اس دن جمع ہونا چاہتے ہیں' اس رحمت سے فیض اٹھانا چاہتے ہیں تو خدا کی قسم یہ راستہ تباہی کا ہے جس پر ہم لوگ شعوری یا غیر شعوری طور پر گامزن ہیں۔ ہمیں واپس لوٹنا ہوگا "**توبوا الی الله توبة نصوحا**" اللہ کے یہاں توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ لوگو! لوٹ جاؤ رسول اللہ کے خیمے میں' اس کے بعد ہی انشاء اللہ بات آگے بڑھے گی ورنہ آپ خود بتائیے یعنی اگر دین اور شریعت کی بات کنارے رکھ دی جائے دو منٹ کے لئے اور آپ صرف اپنے دل و دماغ سے عقل کا حساب لگائیے کہ اگر اسی راستے پر جس پر ہم چل رہے ہیں' آج ان کو سپورٹ' کل اُن کو سپورٹ' پرسوں ان کو سپورٹ' بتائیے ہمارا مستقبل اس ملک میں کہاں ہے؟ کیا کبھی بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ ہمیں فلاح مل جائے۔

آخر کب تک ہم مطالبات کی فہرست ترتیب دیتے رہیں گے کہ صاحب ہمارے لئے یہ کر دیا جائے' وہ کر دیا جائے۔ کیا آخری نبی کی امت کو یہ زیب دیتا ہے کہ پرلے درجے کے کفار و مشرکین سے' جن کی خدا کی نظر میں کوئی قیمت نہیں ہے' جو لوگ جہنم کے مستحق ہیں' ان سے آپ عرض گزاریں کہ حضور مجھے یہ عطا کر دیا جائے۔ کتنی تذلیل ہے رسول اکرم ﷺ کی۔ ایک معمولی پرائم منسٹر ہے اور چیف منسٹر ہے' اس سے ہم ہاتھ ملاتے ہیں' اس کے ساتھ ڈنر کھاتے ہیں' فخریہ آکر بیان کرتے ہیں کہ جناب آج میں چیف منسٹر کے پاس گیا تھا۔ شرم آنی چاہئے تھی ایک کافر کے ساتھ ڈنر کھاکے' آپ اپنے آپ کو بڑا آدمی سمجھنے لگے۔ یہ تو دیکھئے کہ اس کی اللہ کی نظر میں کیا قدر و قیمت ہے۔ کچھ نہیں' وہ جہنم کے راستے پر بھاگا جارہا ہے' اب اگر ہم بھی اس کے پیچھے لگ جائیں تو ہمارا حشر بھی وہی ہوگا۔

آپ نے ملا نصیر الدین کا وہ واقعہ سنا ہوگا کہ ملا ایک دن گدھے کے پیچھے بھاگا جارہا تھا' لوگوں نے پوچھا: ملا! رکو ٹھہرو' ٹھہرو کہاں جارہے ہو؟ ملا نے کہا کہ بھئی مجھ سے مت پوچھو گدھے سے پوچھو' میں تو صرف گدھے کا پیچھا کر رہا ہوں۔ ہماری بالکل وہی صورت حال ہے ان سیاسی گدھوں کے پیچھے بھاگے جارہے ہیں۔ پتا نہیں وہ ہمیں کہاں لے جارہے ہیں؟ لیکن ایک بات تو پتہ ہے کہ وہ سب کے سب جہنم کی طرف تیزی سے بھاگ رہے ہیں۔

دیکھئے بعض چیزیں بہت صاف صاف کہنے کی ہوتی ہیں۔ ایک حق ہے' ایک باطل ہے۔ ایک آگ ہے' ایک پانی ہے۔ دونوں ایک چیزیں نہیں ہو سکتیں' آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بھئی ٹھیک ہے' اسلام کے لئے بھی کام کیا جائے گا اور ذرا سا ان لوگوں کو بھی ساتھ رکھا جائے۔

ہم دنیا سے بت پرستی کو مٹانے کے لئے اٹھے ہیں' یہ نہیں ہو سکتا کہ جو آدمی بت پرستی قائم کر رہا ہو اس سے بھی ہماری گہری چھنے۔ ہم آگ ہیں تو وہ پانی' دونوں کو ایک ساتھ نہیں رکھ سکتے۔ تو ان سے بتا دیجئے کہ بھائیو! تم ایک معصیت میں مبتلا ہو' تم جہنم کی طرف جارہے ہو' ہمیں تمہارے ساتھ نہیں جانا ہے۔

قرآن کی ایک آیت ہے "**الم تر الی الذین یزعمون انهم آمنوا بما انزل الیک وما انزل الیک من قبلکم**" کہ کیا ان لوگوں کو تم نے نہیں دیکھا کہ انہیں خوش فہمی ہے اپنے بارے میں۔ کیا خوش فہمی ہے کہ وہ ایمان لے آئے ہیں اس چیز پر جو ان پر نازل ہوئی ہے اور پہلوں پر نازل ہوئی ہے۔ یہ زعم ہے کہ وہ ایمان لے آئے ہیں لیکن پھر آگے کہا جاتا ہے: "**یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت**" لیکن وہ چاہتے ہیں کہ اپنی زندگی کے تمام کاروبار طاغوت کے مطابق چلائیں۔ ہم اپنے آپ کو کہتے تو مسلمان ہیں لیکن چاہتے ہیں کہ سیکولر نظام کے تحت ہماری زندگی کا کاروبار چلتا رہے' اس میں قرآن دخل نہ کرے۔ "**وقدامروا ان یکفروا به**" حالانکہ ان کو منع کیا گیا ہے ایسا کرنے سے' لیکن ہم کر ہی رہے ہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم کو ایمان کی تجدید کرنی ہوگی اس لئے کہ عملی طور پر ہر طرف ہم لوگ ایک ارتداد کے شکار ہیں۔ ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر اس کے قادر مطلق ہونے پر ایمان لے آئیں' یہ کہ اس کائنات میں ہر چیز اس کے حکم سے ہوتی ہے۔ رسول اللہؐ نے کہا: **یاغلام احفظ الله یحفظك** الله کے راستے پر چلو اس کے دین کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا' ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ پر ایمان کا تقاضا ہے کہ ڈر اور خوف کو ہم دل سے نکال دیں۔ جب ایسے نازک حالات آئیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ فرشتے آسمانوں سے اتر رہے ہیں۔ آپ کو مدد آتی ہوئی محسوس ہوگی۔ تو

سرورق کی کہانی

اللہ پر پہلے ایمان لائیں پھر اس کے رسول پر ایمان لائیں کہ رسول اللہؐ کے ذریعہ جو ہدایت آئی ہے وہی سب کچھ ہے' اس کے علاوہ جتنا کچھ ہے سب باطل ہے اور یہ کہ رسول اللہؐ کی شریعت ہی اس ملک میں چلے گی' دوسرے کی نہیں چل سکتی' اسی کے لئے ہمیں کام کرنا ہے۔

آپ کو معلوم ہو گا کہ رسول اللہؐ سے ایک بار پیشکش کی گئی۔ قریش کا وفد آیا ابو طالب کے پاس کہ محمدؐ سے کوئی مصالحت ہو جائے۔ فیصلے کی گھڑی تھی' ابو طالب نے یہاں تک کہہ دیا کہ بھتیجے مجھ پر اتنا بوجھ مت ڈال جس کو میں اٹھانہ سکوں' قریش کے نمائندگان اور معززین آئے ہوئے ہیں' وہ چاہتے ہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان ایک مصالحت ہو جائے۔ کچھ compromise کرو' اپنے میسج کو town-down کرو' اس لئے کہ اب مجھ سے یہ بوجھ نہیں اٹھایا جارہا ہے' لیکن رسول اللہؐ نے جواب دیا: لو وضعت الشمس بیمینی والقمر فی یساری "خدا کی قسم اگر دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی رکھ دیا جائے تو محمد اس پیغام کو town-down نہیں کرے گا' اس کو چھوڑے گا نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو غالب کردے یا پھر میں ہلاک ہو جاؤں۔

اصل شان یہ ہے رسول پر ایمان کی کہ اس مقدس مشن میں کام کرتے ہوئے impossibility کو possibility میں تبدیل کرتے ہوئے ہم یہ طے کرلیں کہ اس مشن میں کامیاب ہوں گے یا ہم ہلاک ہو جائیں گے اور کوئی تیسرا Option نہیں۔

ایک اہم بات ایمان بالملائکہ کے بارے میں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قصہ کہانی ہے کہ ملائکہ ہوتے ہیں اور ان کا نزول ہوتا ہے' جنگوں میں ان کی مدد ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ایجنسی ہے جو اہل ایمان کے لئے ہے۔ ایمان بالملائکہ کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس Institution پر ایمان لائیں پھر آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ آپ پر ملائکہ کا نزول ہوگا۔

چوتھی چیز یہ ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لے آئیں اور بغیر کسی لومۃ لائم اس بات پر ایمان لے آئیں کہ آخرت ہے' برحق ہے' آخرت آنی ہے۔ ہمیں یہ نہیں معلوم کہ اگر ہم میں سے ہر شخص کو آخرت پر یقین ہے تو آخر ہم کس بات کا خوف کھائے بیٹھے ہیں۔

تو بھائیو! اب سے پہلے جو وقت گذر چکا ہے' معصیت کی جو زندگی گزری ہے اس میں تو کچھ نہیں ہو سکتا لیکن اب جو آگے کی زندگی باقی ہے گیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم لوگ رسول اکرم ﷺ کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لئے ایک ایک لمحہ صرف کردیں اور ہمیں موت آئے تو اس حالت میں کہ ہم اسی ایجنڈے کے لئے کام کر رہے ہوں۔ اصل میں ہمارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ چوں کہ کام تو یہ انبیاء کے کرنے کا ہے لیکن سپرد کردیا گیا ہے ہم جیسے لوگوں کو' لہٰذا ایک بڑا چیلنج ہے کہ انبیاء کا کام اور ہم جیسے لوگ کرنے کے لئے اٹھے ہیں۔ لہٰذا ہمیں خصوصی طور پر اپنی سمت کا خیال رکھنا ہوگا کہ ہم جس کام کو لے کر اٹھے تھے وہی کر رہے ہیں یا کسی اور سمت نکل گئے۔ ایسا تو نہیں کہ ہم نے اپنا Vital Agenda تبدیل کردیا۔ ترجیحات کا تعین اس راہ کی پہلی منزل ہے۔

دیکھئے ایک شخص اسکول کھولتا ہے کہ مسلمانوں میں تعلیم عام ہو جائے' ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ادارے قائم کر رہا ہے' بہت اچھی بات ہے لیکن یہ وہ Vital Agenda نہیں ہے۔ اس وقت کرنے کا کام نہیں ہے۔ ایک شخص مدرسہ چلاتا ہے' بڑی اچھی بات ہے علماء بھی ہمارے درمیان ہونے چاہئیں۔ یہ سب بہت اچھی بات ہے مگر یہ ہمارا Vital issue نہیں ہے۔ دیکھئے آپ کے گھر میں ایمرجنسی کی صورت حال ہوتی ہے' آپ کا کوئی قریبی رشتے دار بیمار ہوتا ہے۔ آکسیجن لگا ہے' آپ اس وقت کیا کرتے ہیں؟ آپ اس وقت کاروبار جانا ملتوی کر دیتے ہیں' اسٹوڈنٹ اپنی پڑھائی ترک کر دیتا ہے' مسافر اپنا سفر ملتوی کر دیتا ہے' سب کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس مریض کی جان کسی طرح بچالی جائے اس لئے کہ اس وقت Vital issue یہ ہے کہ اس مریض کی جان بچالی جائے۔ دنیا کے سارے کاروبار کو روک کر ہم اس مریض کی جان بچانے میں لگ جاتے ہیں۔ یہ تو ہمارے عزیز و اقارب کے جان کا مسئلہ ہے' اس وقت جب پوری امت پر جانکنی کا عالم ہے ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ اپنی دوسری مصروفیات ترک کر کے اس Vital issue پر لگ جائیں' ہمارے خیال میں یہ ایمرجنسی کی صورت حال ہے۔

اگر اس کے لئے ہم لوگ تیار ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنی نصرت بھیجے گا اور اگر ہم اس بات کے لئے تیار ہیں کہ اس ملک کے اندر جہاں ہم ایک نظام جبر میں پھنس گئے ہیں' راستہ نکالنے کے لئے آمادہ ہیں تو اللہ کا وعدہ ہے وہ یقیناً راستہ نکالے گا کیوں کہ ہم لوگ اس گی پارٹی کے لوگ ہیں جو کہ قادر مطلق ہے۔ پھر ہمیں کیوں خوف آتا ہے ان مکار و دغاباز کفار و مشرکین سے جب کہ ہمارے پیچھے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔

تو ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر ہم اس کام کے لئے آمادہ ہیں تو آیئے اس ملک میں اس باب کا آغاز کیا جائے جس کے لئے یہ ملک پچھلے پچاس سالوں سے منتظر ہے' مسلمانوں سے طالب ہے کہ اس وقت جب سیکولرازم کا جنازہ نکل چکا ہے' ڈیموکریسی میں وہ قوت نہیں ہے۔ یہ سسٹم جب Collapse ہوا چاہتا ہے تو ہم اس ملک کو متبادل فراہم کریں۔ لوگوں کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں ہے لیکن ہمارے پاس دینے کے لئے ایک سیاسی نظام موجود ہے۔ تو آیئے ہم اس کرپٹ نظام کو بدلنے کے لئے پہلی اینٹ رکھنے کی کوشش کریں۔ □

مرکزی لندن میں واقع فرینڈس ہاؤس میں کانفرنس کا ایک منظر

لندن میں کوسووو کانفرنس

مغرب اب فدائین اسلام کے لئے جیل بنتا جارہا ہے

تحریر: کوثر فاطمہ

کہتے ہیں کہ ایک شخص پیرس کے ایک بازار میں زار و قطار رو رہا تھا۔ کبھی غصہ سے مٹھیاں بھینچ لیتا اور کبھی ایسا لگتا کہ وہ ساری دنیا سے اظہار بغاوت کر رہا ہے۔ کسی نے پوچھا: بھائی تم نے اپنی یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ کہنے لگا: تمہیں نہیں معلوم لندن میں ایک شخص رشدی نام کا بستا ہے جو کھلے عام محمد ﷺ پر سب و شتم کرتا ہے، اس نے شیطانی آیات کے نام سے کوئی کتاب بھی لکھی ہے، میرا بس نہیں چلتا میں اس گستاخ سے کیسے نپٹوں، سنا ہے برطانوی حکومت اس کی پشت پناہی کر رہی ہے، وائے ایسی زندگی کہ میں اس دنیا میں موجود ہوں اور محمد ﷺ کی تذلیل و تضحیک کریں۔ یہ کہہ کر وہ دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ پوچھنے والے نے پھر پوچھا: اے خوش بخت ذرا یہ تو بتا کہ تو جس کے سب و شتم پر اتنا دل گرفتہ ہے کیا وہ کوئی تیرا رشتہ دار ہے؟ اور کیا وہ تمہارے ملک ہندوستان کا رہنے والا ہے؟ تمہاری زبان بولتا ہے یا تمہارا اس سے کوئی نسلی تعلق ہے؟ کہنے لگا: ایسا کچھ بھی نہیں، شاید تمہیں نہیں معلوم کہ محمد ہمارے محبوب رسول ﷺ کا نام ہے۔ ہائیں سننے والے کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا، تم اس محمد کی بات کر رہے ہو جو صدیوں پہلے عرب میں پیدا ہوا تھا اور جس کے وصال کو صدیاں بیت گئیں۔ بخدا تم مسلمان بھی عجیب چیز ہو، اتنے جذباتی چھوٹی سی بات پر اتنا واویلا مچا دیتے ہو۔ پوچھنے والا حیرت سے سوچتا رہا۔ کیسے لوگ ہیں، ایک ذرا سی بات پر اتنے مضطرب ہیں حالاں کہ اس بات سے نہ تو اس کی آمدنی میں کمی ہوئی ہے اور نہ ہی کسی اعتبار سے اس کی زندگی کو کوئی خطرہ ہے، واللہ عجب معمہ ہیں یہ مسلمان۔

مغرب کے لئے مسلمانوں کی نفسیات کو سمجھنا انتہائی مشکل ہے۔ گذشتہ دنوں برطانیہ میں یہ احساس شدت سے ابھرا ہے کہ مسلم سوسائٹی میں فدائین اسلام کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ اس بات کا پتہ چلانے کے لئے حکومت نے پہلی بار سراغ رساں ایجنسی M15 میں مسلمانوں کو بھرتی کرنے کا اشتہار شائع کیا ہے۔ مسلمانوں کی صحیح خبر تو مسلمان ہی دے سکتا ہے، اس خبر سے برطانیہ کے دینی حلقوں میں خاصی تشویش ہے۔ گذشتہ دنوں حکومت نے انسداد دہشت گردی کے سلسلے میں جو قانون بنایا ہے اس کے ذریعے اب یہ ممکن ہوگیا ہے کہ حکومت کسی بھی مسلم نوجوان کو صرف شبہ کی بنیاد پر پوچھ تاچھ کے لئے گرفتار کرلے۔ اور پچھلے چند ماہ کے دوران بہت سے نوجوانوں کو اسی قانون کا سہارا لے کر گرفتار کیا جاتا رہا ہے۔

برطانیہ جو کبھی آزادیٔ رائے کی جنت سمجھا جاتا تھا۔ اب ایک ایسی جیل میں تبدیل ہوتا جارہا ہے جہاں مسلمانوں کے لئے پرامن دعوت و تبلیغ کی گنجائش بھی کم ہوتی جارہی ہے اس وقت دنیا کے مختلف حصوں سے سیاسی پناہ حاصل کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد برطانیہ میں موجود ہے۔ یہ سب لوگ اپنی اپنی حکومتوں کو مطلوب ہیں۔ اب ان پناہ گزینوں کے لئے برطانیہ کی زمین تنگ ہوتی جارہی ہے، جہاں کہیں بھی ظلم و ناانصافی کے خلاف مسلمان کسی مظاہرے کا انتظام کرتے ہیں، برطانوی حکومت اسے دہشت گردوں اور بنیاد پرستوں کا اجتماع قرار دیتی ہے۔ میڈیا واویلا مچاتا ہے کہ برطانیہ کی سرزمین پر بنیاد پرستوں کی سرگرمیوں پر اگر فوری پابندی نہ لگائی گئی تو پھر صورت حال قابو سے باہر ہو جائے گی۔ پچھلے دنوں کوسووو کے مسئلہ پر لندن میں منعقد ہونے والی ایک بین الاقوامی کانفرنس میں کچھ اسی طرح کی صورت حال دیکھنے کو ملی۔

لندن سے شائع ہونے والے عربی اخبارات نے اس کانفرنس کے سلسلے میں پہلے ہی سے سنسنی پیدا کردی تھی۔ بتایا گیا تھا کہ حکومت کو اس کانفرنس سے سخت تشویش ہے اور وہ اس پر مستقل نظر رکھے ہوئے ہے۔ لندن کے قلب میں یوسٹن روڈ پر واقع کونگرز انٹرنیشنل کے مرکزی آڈیٹوریم میں کانفرنس کا ہونا طے پایا تھا۔ ڈر اور خوف کا ماحول تھا، میں مقررہ وقت سے کچھ پہلے پہنچ گئی تھی۔ حال کے باہر نوجوان لڑکے لڑکیاں انقلابی اسلام سے متعلق تعارفی لٹریچر تقسیم کر رہے تھے۔ بعض نوجوان سیکورٹی امور کی نگہبانی پر مامور تھے اور بعض آنے والوں میں مشتبہ اشخاص پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ دیکھتے دیکھتے ہال بھرگیا، پریس کے کیمرے حرکت میں آگئے لیکن اس ڈر اور خوف کے ماحول میں بھی کہنے والوں نے حق بات کے کہنے میں کوئی تامل نہ کیا۔ ہندوستان سے اس اجلاس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر راشد شاز صاحب کو مدعو کیا گیا تھا جب کہ پاکستان سے تحریک خلافت پاکستان کے داعی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب تشریف لائے تھے، اس کے علاوہ برطانیہ میں مسلم انجمنوں کے قائدین اسٹیج پر موجود تھے۔ ڈاکٹر شاز نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ "آپ دراصل ایک ایسے نظام کے شہری ہیں جو فی الوقت بدقسمتی سے اس دنیا میں موجود نہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ مسلمان کی حیثیت سے ہم کسی قومی ریاست کے شہری نہیں ہو سکتے، ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنے کھوئے ہوئے نظام کی دوبارہ تعمیر کریں۔ اس کے بغیر ہماری حیثیت بے گھر لوگوں کی ہے۔ ہم No man's land میں آپڑے ہیں۔

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ
معانی القرآن
(پارہ ۲)

اب لوگوں میں سے جو بے وقوف ہیں وہ کہیں گے کہ ان لوگوں کو ان کے قبلے سے جس پر یہ قائم تھے کس چیز نے پھیر دیا۔ کہہ دو کہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے اور یہ کہ وہ جسے چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اور یوں ہم نے تمہیں امت وسط کے منصب پر سرفراز کیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہیں' اور ہم نے وہ قبلہ' جس کی طرف تم رخ کرتے تھے' نہیں مقرر کیا مگر صرف اس واسطے کہ ممیز کریں ان کو جو رسول کی پیروی کرتے ہیں ان لوگوں سے جو اپنے پاؤں پر الٹے پھرنے والے ہیں' گو کہ یہ ایک مشکل مرحلہ تھا مگر ان لوگوں کے لئے نہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے اور اللہ ایسا نہیں کہ وہ تمہارے ایمان کے در پے ہو' بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اللہ لوگوں سے شفقت کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ ہم آسمان کی طرف تمہارے چہرے کا بار بار اٹھنا دیکھتے رہے ہیں' ہم تمہیں اسی قبلے کی طرف پھیرے دیں گے جو تمہیں پسند ہے' سو اب پھیر بھی دو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف' اور جہاں کہیں بھی ہوا کرو اپنا رخ اسی کی طرف کرو اور جن لوگوں کے پاس کتاب موجود ہے انہیں معلوم ہے کہ یہ حکم برحق ہے ان کے رب کی طرف سے' اور اللہ بے خبر نہیں ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔ سارے دلائل اور نشانیوں کے باوجود وہ تمہارے قبلے کو مان کر نہ دیں گے' اور نہ ہی تم ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے ہو' اور نہ ہی ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے قبلے کو ماننے والا ہے' اور اگر تم ان کی خواہشوں کی پیروی کرو گے' اس امر کے بعد کہ تم کو آگہی مل چکی ہے' تو یقین جانو تم بھی ظالموں میں شمار کئے جاؤ گے۔ وہ جو حاملین کتاب ہیں وہ اسے اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو' البتہ ان میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو جانتے بوجھتے حق کو چھپا رہا ہے۔ حق تو وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے آئے لہٰذا تم شک کرنے والوں میں اپنا شمار نہ کراؤ۔ اور ہر ایک کے واسطے ایک جہت ہے جدھر وہ متوجہ ہوتا ہے البتہ تم لوگ نیکیوں کی طرف سبقت کرو' تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم سبھوں کو آلے گا کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور جہاں کہیں سے بھی تمہارا گذر ہو اپنے چہرے کو مسجد حرام کی جانب ہی رکھو کہ یہی تمہارے رب کی طرف سے فیصلہ برحق ہے اور اللہ ان باتوں سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔ اور جہاں کہیں سے بھی تمہارا گزر ہو اپنے چہرے کو مسجد حرام کی جانب ہی رکھو' اور تم جہاں کہیں بھی ہوا کرو اپنا رخ اسی جانب کرو تاکہ لوگوں کے لئے تمہارے خلاف کوئی حجت باقی نہ رہے بجز ان لوگوں کے جو بے انصافی ہی پر آمادہ ہیں لہٰذا تم ان لوگوں کا خوف نہ کرو اور مجھی سے ڈرو اور یہ اس لئے کہ میں تم پر اپنی نوازشات کا اتمام کردوں اور اس لئے بھی کہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم نے بھیجا تمہاری طرف تم میں سے ہی ایک رسول جو تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے' اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ پس تم مجھے یاد رکھو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو ناشکری میں نہ پڑو۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر اور نماز سے قوت حاصل کرتے رہو کہ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ گردانو بلکہ وہ زندہ ہیں البتہ تمہیں اس بات کا شعور نہیں۔ اور ہم تمہیں آزمائیں گے کسی قدر خوف اور بھوک اور جان و مال کے نقصان اور فصلوں کی تباہی سے' اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنا دو۔ ان لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو پکار اٹھتے ہیں کہ ہم تو دراصل اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر ان کے رب کی عنایتیں اور رحمتیں ہیں اور یہی ہیں وہ لوگ جو ہدایت یاب ہیں۔ صفا اور مروہ تو اللہ ہی کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے کچھ حرج نہیں کہ وہ ان کے درمیان چکر لگا لے' اور جو خوش دلی سے کوئی کار خیر انجام دے تو جان لے اللہ بڑا ہی قدرداں ہے' اسے سب کچھ معلوم ہے۔

رہے وہ لوگ جو چھپاتے ہیں ہمارے نازل کردہ احکام و ہدایت کو' اس امر کے بعد کہ ہم نے اسے لوگوں کے لئے کتاب میں کھول کر بیان کر دیا تھا تو دراصل یہی وہ

لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور جن پر لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں' سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کیا اور اپنی اصلاح کرلی اور حق گوئی اختیار کی تو ایسے لوگوں کو میں درگذر کرتا ہوں کہ میں توبہ کرنے والا بے انتہا مہربان ہوں۔ البتہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا' پھر حالت کفر میں ہی مرگئے تو ایسے لوگوں پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی۔ وہ اسی حال میں ہمیشہ رہیں گے' نہ ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی اور نہ ہی انہیں کوئی مہلت مل سکے گی۔ اور تمہارا معبود تو الٰہ واحد ہے' نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے جو بے انتہا مہربان اور مسلسل رحم فرمانے والا ہے۔ بے شک آسمان وزمین کی تخلیق میں' رات اور دن کی گردش میں' اور ان کشتیوں میں جو لوگوں کی منفعت کی چیزیں لئے سمندر میں رواں دواں ہیں' اور اس پانی میں جو اللہ آسمان سے برساتا ہے پھر جس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی ملتی ہے پھر اس میں ہر قسم کے جاندار پھیلا دیتا ہے' اور ہواؤں کے رخ بدلنے میں اور بادلوں کے آسمان وزمین کے درمیان مسخر کئے جانے میں --اہل دانش کے لئے بہت سی روشن نشانیاں ہیں۔ اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو غیر اللہ کو اللہ کا ہمسر ٹھہراتے اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے کرنی چاہئے۔ رہے اہل ایمان تو اللہ سے ان کی محبت ساری محبتوں پر بھاری ہوتی ہے۔ اے کاش کہ یہ ظالم لوگ اس وقت کا ادراک کرسکتے جب یہ عذاب سے دوچار ہوں گے' سچ تو یہ ہے کہ تمام تر قوت اللہ ہی کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ عذاب دینے میں بڑا سخت ہے۔

ذرا یاد کرو وہ وقت جب قائدین اپنے پیروکاروں سے اظہار برات کریں گے اور وہ عذاب کی زد میں ہوں گے اور ان کے سب سہارے یکسر ٹوٹ جائیں گے۔ تب پیروکار پکار اٹھیں گے اے کاش کہ ہم دوبارہ دنیا میں جاسکتے اور ان سے اسی طرح اظہار برأت کرسکتے جس طرح انہوں نے ہم سے اظہار برأت کیا ہے۔ اس طرح اللہ ان کے اعمال کو ان کے لئے وجہ حسرت بنا کر دکھائے گا اور ان کے لئے آگ سے فرار ممکن نہ ہوگا۔ اے لوگو! کھاؤ زمین میں جو کچھ بھی ہے حلال اور طیب' اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو کہ دراصل وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تمہیں اسی بات پر اکسائے گا کہ برے اور بے حیائی کے کام کرو اور اللہ کی نسبت وہ کچھ کہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ان احکام کی اتباع کرو جو اللہ نے نازل کئے ہیں تو کہتے ہیں ہرگز نہیں ہم تو اسی چیز کی اتباع کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اس امر کے باوجود کہ ان کے باپ دادا نہ کسی چیز کی سمجھ رکھتے ہوں اور نہ راہ ہدایت سے واقف ہوں؟ اور کفر کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص آواز لگائے مگر نہ سنائی دے سوائے چیخ وپکار کے کچھ بھی۔ یہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں' انہیں کچھ بھی سمجھ نہیں۔ اے اہل ایمان کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں بخشا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر واقعی تم اس کے بندے ہو۔ تم پر صرف مردار' خون اور سور کا گوشت حرام کیا گیا ہے اور وہ ذبیحہ جو غیر اللہ کے نام پر ہوا ہو' البتہ جو شخص عالم اضطرار میں ہو' حکم عدولی کرنے والا اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو' تو اس کے لئے کچھ گناہ نہیں کہ اللہ بخش دینے والا اور بے پایاں رحم فرمانے والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو ان باتوں کو چھپاتے ہیں' جسے اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے' اور اس کے بدلے حقیر قیمت قبول کرتے ہیں تو دراصل یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔ اللہ قیامت کے دن نہ ان کی طرف ملتفت ہوگا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا ان کے لئے تو بس دردناک عذاب ہے۔ یہ دراصل وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت پر گمراہی کو اور عذاب کو مغفرت پر ترجیح دیا۔ کیسا عجیب ہے آگ پر ان کا اصرار واستقامت؟ وجہ یہ ہے کہ اللہ نے تو اپنی کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے البتہ جن لوگوں نے کتاب میں باہم اختلاف کیا تو وہ مخاصمت میں بہت دور نکل گئے۔

نیکی محض یہ نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرلو بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ اللہ پر' آخرت پر' فرشتوں پر' کتاب پر اور انبیاء پر ایمان لایا جائے اور یہ کہ آدمی جس مال کو محبوب رکھتا ہو اس میں سے عزیز واقارب' یتیموں اور مسکینوں' مسافروں' حاجت مندوں اور گردنیں چھڑانے پر خرچ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ اور اگر کوئی معاہدہ کرے تو اسے پورا کر دکھائے اور صبر واستقامت اختیار کرے سختی میں' تکلیف میں اور لڑائی کے وقت' دراصل ایسے ہی لوگ راست باز ہیں اور یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے پرہیزگاری شعار کی۔ اے اہل ایمان تم پر قتل کا قصاص فرض ٹھہرایا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد' غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے میں عورت۔ ہاں اگر کسی کا بھائی درگذر پر مائل ہو تو معروف طریقے سے دیت کا معاملہ کیا جائے اور اسے خوبی کے ساتھ ادا کیا جائے۔ یہ دراصل تمہارے رب کی طرف سے تم لوگوں کے لئے رعایت اور رحمت ہے' پھر جو اس کے بعد بھی زیادتی کرے تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور تمہارے لئے قصاص میں بڑی زندگی ہے' اے عقل سلیم رکھنے والو توقع ہے تم تقویٰ شعار کروگے۔

تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آپہنچے تو وہ اپنے ترکے کے سلسلے میں والدین اور قرابت مندوں کے حق میں معروف طریقے سے وصیت کرجائے' اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے یہ حکم برحق ہے۔ پھر جو کوئی سننے کے بعد بھی اسے بدل ڈالے تو اس کا گناہ بدلنے والوں پر ہے' سچ تو یہ ہے کہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ البتہ اگر کسی کو یہ اندیشہ ہو کہ وصیت میں جانبداری یا حق تلفی سے کام لیا گیا ہے اور وہ آپس میں مصالحت کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ اللہ بخشنے والا اور بے پایاں رحم فرمانے والا ہے۔

اے اہل ایمان! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلوں پر کئے گئے تھے مبادا تم تقویٰ شعار کرو۔ ان کے ایام معین ہیں' البتہ اگر تم میں کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو بعد کے دنوں میں تعداد پوری کر لے اور جو روزہ رکھنے میں مشقت پاتا ہو تو اس کا بدل ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے' پھر جو کوئی مزید نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے البتہ اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے' اگر تم سمجھ سکو۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں نازل کیا گیا قرآن جو کہ لوگوں کے لئے رمز ہدایت ہے' جس میں ہدایت کے واسطے روشن نشانیاں ہیں اور حق و باطل کی شناخت ہے سو تم میں سے کسی کو اگر یہ مہینہ نصیب ہو تو ضرور ہی روزہ کا اہتمام کرے۔ ہاں اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو بعد کے دنوں میں تعداد پوری کر لے۔ اللہ تمہیں سہولت دینا چاہتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم پر سختی کرے اس لئے تعداد پوری کرو اور اس لئے بھی کہ اللہ کی کبریائی کر سکو اس بات پر کہ تم کو ہدایت بخشی مبادا تم شکر گذار بن سکو۔

اور جب تجھ سے میرے بندے میری بابت سوال کریں تو میں پاس ہی میں ہوں' میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پس ان پر بھی لازم ہے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں مبادا وہ راہیاب ہوں۔

حلال کیا گیا ہے تمہارے لئے روزہ کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا' وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس۔ اللہ نے دیکھا کہ تم اپنی جانوں سے خیانت کا ارتکاب کر رہے تھے سو اس نے تم سے التفات کیا اور تمہیں معاف کر دیا۔ تو اب تم اپنی عورتوں سے رجوع کرو اور طلب کرو اس شئ کو جو اللہ نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے۔ کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح کی سفیدی رات کی سیاہی سے جدا ہو جائے۔ پھر رات تک روزہ پورا کرو۔ اور اپنی عورتوں کے پاس نہ جاؤ جب تک کہ تم مسجد میں اعتکاف میں ہوا کرو۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ یوں اللہ اپنی نشانیاں لوگوں پر واضح کرتا ہے تاکہ وہ تقویٰ شعار کریں۔

اور تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال غلط طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ اسے حکام کے سامنے اس ارادے سے پیش کرو کہ تم دوسروں کے مال کا کچھ حصہ غلط طریقے سے ہڑپ کر سکو باوجودیکہ تمہیں اس بات کی خوب سوجھ ہے۔

وہ تم سے نئے چاند کی بابت دریافت کرتے ہیں' کہو یہ دراصل لوگوں کے لئے تعین اوقات ہے اور موسم حج کے لئے بھی۔ اور نیکی اس بات میں نہیں کہ تم گھروں میں پچھواڑے سے داخل ہو البتہ نیکی تو تقویٰ شعاری میں ہے۔ لہٰذا گھروں میں صدر دروازے سے داخل ہوا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو عجب نہیں کہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔ اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں' البتہ کسی پر زیادتی نہ کرو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔ اور انہیں مار ڈالو جہاں بھی پاؤ اور انہیں نکال باہر کرو جہاں سے انہوں نے تمہیں بے دخل کیا ہے کہ فتنہ تو قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور مسجد حرام کے پاس ان سے قتال نہ کرو اِلا یہ کہ وہ خود وہاں قتال پر آمادہ ہوں' سو وہ اگر تم سے خود ہی لڑیں تو تم بھی انہیں مارو کہ کافروں کا یہی علاج ہے۔ پھر وہ اگر باز آجائیں تو جان لو کہ اللہ بے انتہا درگذر کرنے والا ہے اور اس کی رحمتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ اور ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنے کا سدباب ہو جائے اور الٰہی نظام زندگی قائم ہو جائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو ان پر کوئی سختی نہیں سوائے ان لوگوں کے جو ظالم ٹھہریں۔ حرمت والے مہینے کا بدل حرمت والا مہینہ ہی ہے اور تمام حرمتوں کے لئے بھی قصاص ہے۔ سو جو تم پر جیسی زیادتی کرے تم بھی اس کا ویسا ہی بدلہ دو اور خدا سے ڈرتے رہو معلوم رہے کہ اللہ تقویٰ شعاروں کے ساتھ ہے۔ اور انفاق کرو اللہ کی راہ میں اور اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور احسان شعار کرو کہ اللہ احسان شعاروں کو عزیز رکھتا ہے۔

اور حج اور عمرے کی تکمیل صرف اللہ کے لئے کرو اور اگر تم روک دئے جاؤ تو جو قربانی تمہیں میسر ہو وہی پیش کر دو اور اپنے سروں کو اس وقت تک نہ مونڈو جب تک کہ قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے۔ البتہ اگر تم میں کوئی مریض ہو یا اس کو سر میں کوئی تکلیف ہو تو اس کا فدیہ روزہ' یا صدقہ یا قربانی ہے۔ پھر جب تک حالت امن میں ہو تو جو کوئی حج تک عمرے سے فائدہ اٹھائے تو اسے اگر میسر ہو تو قربانی کرے' البتہ جسے میسر نہ ہو تو وہ دوران حج تین دن روزے رکھے اور سات دن واپسی کے بعد۔ اس طرح پورے دس ہوئے۔ یہ ان کے لئے ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے قرب و جوار میں نہ رہتے ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سزا دینے میں انتہائی سخت گیر ہے۔

حج کے مہینے متعین ہیں تو جو کوئی ان میں حج کا ارادہ کر لے اس کے لئے قطعاً منع ہے دوران حج عورت سے رجوع کرنا' فسق و فجور میں مبتلا ہونا اور جنگ و جدال میں پڑنا۔ اور نیکی کے جو کام بھی کرتے ہو وہ اللہ کے علم میں ہے۔ اور زاد سفر ساتھ رکھو اور سچ تو یہ ہے کہ سب سے بہتر زاد سفر تو خوف الٰہی ہے سو مجھ سے ڈرتے رہو اے اصحاب عقل و دانش!

اس بارے میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کے فضل کی تلاش کرو' پھر جب عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے نزدیک اللہ کا ذکر کرو اور اسے اس طرح یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں بتایا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس سے پہلے تم گمرہوں میں تھے۔ پھر تم بھی لوٹ آؤ جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ سے مغفرت مانگو کہ اللہ بخش دینے والا اور بے حساب رحم کرنے والا ہے۔ پھر جب تم تمام مناسک حج ادا کر چکو تو اللہ کو اس طرح یاد کرو جس طرح تم اپنے آباء کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے بھی کہیں

شدت سے یاد کرو۔ پھر لوگوں میں سے جو کوئی یہ کہتا ہے کہ ہمارے رب ہمیں دنیا ہی میں عطا کردے تو اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور ان میں سے جو کوئی یہ کہتا ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی کامیابی عطا کر اور آخرت میں بھی کامیابی سے سرفراز کر اور ہم کو دوزخ کی آگ سے بچالے۔ یہی ہیں وہ لوگ جنہیں ان کی کمائی ملنے والی ہے کہ اللہ حساب چکانے میں جلدی کرنے والا ہے۔

ان گنتی کے چند دنوں میں اللہ کو یاد کرتے رہو۔ پھر جو کوئی دو ہی دنوں میں اٹھ کھڑا ہوا تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور جس نے تاخیر کی اس پر بھی کچھ گناہ نہیں کہ اگر وہ تقویٰ شعار ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اسی کے حضور اکٹھے کئے جاؤ گے۔ اور لوگوں میں ہی کوئی ایسا بھی ہے جس کی باتیں تمہیں اس دنیا کی زندگی میں بھلی لگتی ہیں اور اس کے دل میں جو کچھ بھی ہے اس پر اللہ کو گواہ ٹھہراتا ہے مگر وہ ہے پرلے درجے کا فتنہ پرور۔ اور جب وہ تمہارے پاس سے لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں پوری کوشش کرتا ہے کہ اس میں فساد مچائے اور فصل کو تباہ کرے اور نسل انسانی کو ہلاک کرے جب کہ اللہ کو فساد ہرگز پسند نہیں۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا کا خوف کرو تو اس کا غرور اسے گناہ پر اکساتا ہے سو ایسے شخص کے لئے جہنم ہی کافی ہے جو کہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اپنی جان تک نچھاور کردیتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر مشفق و مہربان ہے۔

اے اہل ایمان! مکمل تابعداری اختیار کرلو اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ پھر اگر تم متزلزل ہوگئے اس امر کے باوجود کہ تم تک روشن نشانیاں پہنچ چکی ہیں تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ زبردست قوت و حکمت والا ہے۔

کیا اب انہیں اسی بات کا انتظار ہے کہ اللہ بادلوں کے سائے میں 'ملائکہ کے ساتھ 'خود ظہور کرے اور قصہ تمام ہو جائے؟ اور سارے معاملات تو اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے انہیں روشن نشانیوں میں سے کتنی عطا کیں۔ اور جو اللہ کی نعمت کو بدل ڈالے اس امر کے بعد کہ وہ اس تک پہنچ چکی ہو تو اللہ سزا دینے میں سخت گیر ہے۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لئے دنیا کی زندگی دلفریب بنادی گئی ہے اور یہ لوگ اہل ایمان سے تمسخر کرتے ہیں حالاں کہ جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا وہ قیامت کے دن ان پر فوقیت رکھیں گے' اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حد و حساب رزق دیتا ہے۔

پہلے تمام لوگ ایک ہی امت تھے پھر اللہ نے انبیاء مبعوث کئے جو بشارت دیتے اور خبردار کرتے اور ان کے ساتھ کتابِ برحق نازل کی تاکہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے ان امور کے بارے میں جن میں یہ اختلاف میں پڑ گئے تھے۔ اور اس میں اختلاف نہیں کیا سوائے ان لوگوں کے جنہیں یہ دی گئی تھی اس امر کے باوجود کہ ان تک روشن نشانیاں آچکی تھیں، محض آپسی ضد کی وجہ سے۔ تب اللہ نے توفیق بخشا اہل ایمان کو اور ان کی رہنمائی کی ان امور برحق میں جن میں یہ جھگڑے میں پڑ گئے تھے اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے رستے پر لگادیتا ہے۔ کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم یوں ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے جب کہ تم پر ابھی وہ حالات نہیں گذرے جو تم سے پہلوں پر گذرے تھے انہیں تنگی اور مصیبتیں پیش آئیں اور اس قدر ہلا مارے گئے کہ رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے پکار اٹھے آخر کب آئے گی اللہ کی مدد؟ معلوم رہے کہ اللہ کی مدد اب قریب ہی ہے۔

تم سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ بتادو کہ جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو تو وہ والدین اور عزیز واقارب اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور تم جو کار خیر بھی کرتے ہو تو یقیناً وہ اللہ کے علم میں ہے۔ تم پر قتال فرض کیا گیا ہے جو تمہیں پسند نہیں مگر کیا عجب کہ جو چیز تمہیں ناپسند ہو وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور کیا عجب کہ تم ایک چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔ کہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

تم سے ماہ حرام کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس میں لڑنا کیسا ہے؟ بتادو کہ اس میں لڑائی بڑی سنگین بات ہے۔ اور اللہ کی راہ میں مزاحم ہونا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے ساکنین کو وہاں سے نکال باہر کرنا اللہ کے نزدیک کہیں زیادہ سنگین بات ہے اور فتنہ تو قتل سے بڑھ کر ہے۔ اور وہ تو تم سے قتال کرتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ وہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں اگر ان کا بس چلے۔ اور تم میں سے اگر کوئی کوئی اپنے دین سے پھر جائے پھر حالت کفر میں ہی مر جائے تو ایسے لوگوں کے اعمال برباد ہوگئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھی۔ اور یہی ہیں وہ لوگ جو آگ کے مکیں ہیں' یہ لوگ ہمیشہ ہمیش کے لئے اس میں رہیں گے۔ ہاں! جو لوگ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا تو ایسے لوگوں کو اللہ کی رحمت کی امید رکھنی چاہئے کہ اللہ بخشنے والا اور بے انتہا رحم فرمانے والا ہے۔

وہ تم سے شراب اور جوئے کی بابت پوچھتے ہیں کہہ دو کہ ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے اس میں فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے فائدوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ کتنا خرچ کریں کہہ دو کہ جو بچ رہے۔ یوں اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے مبادا تم غور و فکر کر سکو' امور دنیا و آخرت میں۔

اور وہ تم سے یتیموں کی بابت سوال کرتے ہیں کہہ دو ان کی بھلائی کرنے میں ہی خیر ہے اور اگر تم انہیں اپنے ساتھ کر لو تو وہ تمہارے بھائی ہی ہیں اللہ مفسد سے بھی واقف ہے اور مصلح سے بھی، اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا! سچ ہے اللہ زبردست قوت و حکمت والا ہے۔

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں، ایک مسلمان لونڈی مشرک مادام سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بھلی لگتی ہو۔ اور مشرکین سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں کہ ایک غلام مسلمان کسی عزت دار مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بھلا لگتا ہو، یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنی ایما سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنی آیات وضاحت سے لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے مبادا کہ وہ نصیحت قبول کر سکیں۔

اور وہ تم سے حیض کی بابت سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ گندگی ہے اس لئے حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کی قربت نہ چاہو یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان سے رجوع کرو جس طرح اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے، سچ تو یہ ہے کہ اللہ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں سو جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں آؤ اور اپنے لئے آگے کی فکر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ تمہیں اس سے بہر حال ملنا ہے اور اہل ایمان کو خوش خبری سنا دو۔ اور اللہ کے نام سے ایسی قسمیں نہ کھاؤ جو نیکی، تقویٰ اور لوگوں کے درمیان مصالحت میں رکاوٹ بنے کہ اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ اللہ تم سے تمہاری فضول قسموں کے بارے میں تو کوئی مواخذہ نہیں کرے گا البتہ ان باتوں پر ضرور گرفت کرے گا جن کا ارادہ تمہارے دلوں نے کیا ہے گو کہ اللہ بخش دینے والا اور صرف نظر کرنے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ترک تعلق کی قسم کھالیں ان کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے پھر وہ اگر مل جائیں تو اللہ بخش دینے والا بے انتہا مہربان ہے اور اگر ارادہ طلاق کا ہے تو اللہ سب کچھ سنے اور جاننے والا ہے۔ اور مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین ماہواریوں تک روکے رکھیں اور ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اسے چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کر دیا ہے اگر وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہیں۔ اور ان کے شوہروں کو ان کو اپنانے کا کہیں زیادہ حق حاصل ہے بشرطیکہ ارادہ اصلاح احوال کا ہو۔ اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے ان پر، انصاف کے اصولوں کی روشنی میں، البتہ مردوں کو ان پر تفوق حاصل ہے اور اللہ زبردست قوت و حکمت والا ہے۔

طلاق صرف دو بار ہے۔ پھر اس کے بعد معروف طریقے سے یا تو روک لینا ہے یا احسن طریقے سے رخصت کر دینا ہے۔ اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لو سوائے اس صورت میں کہ دونوں کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ حدود اللہ کو قائم نہیں رکھ پائیں گے۔ سو تمہیں اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ دونوں حدود اللہ پر قائم نہیں رہ سکیں گے تو ان دونوں پر اس بارے میں کوئی گناہ نہیں اگر عورت فدیہ میں کچھ دے۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں اس لئے ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو کوئی حدود اللہ سے تجاوز کرے تو دراصل وہی لوگ ظالم ہیں۔ پھر اگر شوہر اسے طلاق دے دے تو اس کے لئے وہ حلال نہیں یہاں تک کہ وہ کسی اور شخص سے نکاح کر لے۔ پھر اگر وہ اس عورت کو طلاق دے دے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ باہم مل جائیں اگر انہیں یہ توقع ہو کہ وہ حدود اللہ کی پاسداری کر سکیں گے۔ اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں جنہیں وہ ان لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے جو جاننا چاہتے ہیں۔

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ عدت کی میعاد پوری کر لیں تو انہیں یا تو معروف طریقے سے روک لو یا معروف طریقے سے رخصت کر دو اور انہیں اس خیال سے نہ روکے رکھو کہ تم انہیں ایذا دو یا زیادتی کرو کہ جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنے آپ پر ہی ظلم کرے گا۔ اور اللہ کے احکام کو غیر سنجیدگی سے نہ لو اور یاد کرو اللہ کے احسانات کو جو تم پر کئے گئے اور اس بات کو کہ اس نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری تاکہ اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور خوب جان لو کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو اب انہیں اس بات سے نہ روکو کہ وہ اپنی پسند کے مردوں سے نکاح کر لیں اگر وہ معروف طریقے سے باہم رضامند ہوں۔ اس سے ان لوگوں کو نصیحت مقصود ہے جو تمہارے درمیان اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی تمہارے لئے پاکیزہ اور صاف ستھرا طریقہ ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں اگر کوئی رضاعت کی مدت پوری کرنا چاہے اور بچے کے باپ پر معروف طریقے کے مطابق بچے کی ماں کے کھانے کپڑے کی ذمہ داری ہے۔ مگر کسی پر اس کی وسعت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔ نہ ماں کو بچے کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچایا جائے اور نہ ہی باپ کو بچے کے باپ ہونے کی وجہ سے۔ اور وارثوں پر بھی یہی کچھ لازم ہے۔ پھر اگر دونوں باہمی رضامندی اور صلاح و مشورے سے دودھ چھڑا دینا چاہیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنے بچے کو کسی اور سے دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ تم معروف طریقے سے وہ ادا کر دو جو تم نے دینا طے کیا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو ان بیویوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو چار ماہ اور دس دن روکے رکھیں۔ پھر جب وہ اپنی عدت

تکمیل کرلیں تو اپنے بارے میں معروف طریقے پر جو بھی طے کریں تمہارے لئے اس میں کوئی گناہ نہیں اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

اور اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم اشارے کنائے میں ان عورتوں کو پیغام دو یا اسے اپنے دل میں پوشیدہ رکھو' اللہ کو معلوم ہے کہ تمہیں ان کا خیال تو یقیناً آئے گا۔ لیکن ان سے چوری چھپے کوئی عہد و پیمان نہ کرو البتہ معروف طریقے سے بات رکھ سکتے ہو۔ اور نکاح کی بات اس وقت تک پکی نہ کرو جب تک عدت کی تکمیل نہ ہو جائے اور خوب جان لو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ اس سے خوب واقف ہے سو اس سے ڈرتے ہو' معلوم رہے کہ اللہ بخش دینے والا اور صرف نظر کرنے والا ہے۔

تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے یا ان کا مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دے دو۔ البتہ انہیں کچھ نہ کچھ دو۔ صاحب حیثیت اپنی حیثیت کے مطابق اور تنگ دست اپنے حساب سے' جو کہ معروف طریقے سے رائج ہو۔ نیک لوگوں پر یہ لازم ہے۔ اور اگر تم نے انہیں طلاق ہاتھ لگانے سے پہلے دی البتہ ان کا مہر طے کر چکے تھے تو مقررہ مہر کا آدھا ادا کرنا لازم ہے اِلا یہ کہ عورتیں خود معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح باندھنے کا اختیار ہے۔ اور تمہارا معاف کر دینا تقویٰ سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اور باہمی معاملات میں فیاضی اور حسن سلوک کو فراموش نہ کرو کہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

اپنی نمازوں کی حفاظت کرو' خاص طور پر بیچ کی نماز کی۔ اور اللہ کے حضور مؤدبانہ کھڑے رہو۔ اور اگر تم حالت خوف میں ہو تو چاہے تو پیادہ پڑھ لو یا سواری کی حالت میں۔ پھر جب امن میسر آجائے تو اللہ کو اس طرح یاد کرو جیسے اس نے تمہیں بتایا ہے' جس سے تم پہلے ناواقف تھے۔

اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ اپنی بیویوں کے لئے سال بھر کی کفالت اور گھر سے نہ نکالنے کی وصیت کر جائیں۔ پھر وہ اگر خود چلی جائیں اور معروف طریقے سے اپنے بارے میں کوئی فیصلہ کریں تو اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ بے انتہا قدرت اور حکمت والا ہے۔ مطلقہ عورتوں کو بھی معروف طریقے سے کچھ دینا دلانا ضروری ہے۔ اہل تقویٰ کے لئے یہ لازم قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ اپنی آیات تمہارے لئے وضاحت سے بیان کرتا ہے مبادا تم عقل سے کام لو۔

کیا تم ان لوگوں کی بابت نہیں جانتے جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل آئے تھے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے تب اللہ نے ان سے کہا مر جاؤ پھر انہیں زندہ کر دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ انسانوں پر بہت فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر گزار نہیں ہوتے۔ اور اللہ کی راہ میں قتال کرو اور یہ بات گرہ میں باندھ لو کہ اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسنہ دے تاکہ اللہ اسے اس کے لئے کئی گنا بڑھا دے اور اللہ ہی تنگی دیتا ہے اور وہی وسعت بھی دیتا ہے اور تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

کیا تم بنی اسرائیل کے ان قائدین کی بابت نہیں جانتے جنہوں نے موسیٰ کے بعد اپنے ایک نبی سے کہا کہ ہمارے لئے ایک سردار مقرر کر دیجئے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں قتال کریں۔ کہا: کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر قتال فرض ہو جائے تو تم نہ لڑو۔ کہنے لگے: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں جب کہ ہمیں ہمارے گھروں اور بچوں سے دور کر دیا گیا ہے۔ مگر جب انہیں لڑنے کا حکم دیا گیا تو ان میں سے معدودے چند کے علاوہ سب منہ موڑ گئے۔ اور اللہ ظالموں کو خوب پہچانتا ہے۔ اور تب ان کے نبی نے ان سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا سردار مقرر کیا ہے۔ کہنے لگے وہ ہم پر کیسے حکمراں ہو سکتا ہے جب کہ ہم حکمرانی کے لئے اس سے کہیں زیادہ حقدار ہیں اور اسے تو مال و دولت کی فراوانی بھی نہیں ہے۔ کہا: اللہ نے تمہارے لئے اسے منتخب کر لیا ہے اور اس کی علمی اور جسمانی صلاحیتوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی زمین کی حکمرانی عطا کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر حاوی ہے' اسے سب معلوم ہے۔ اور ان کے نبی نے ان سے بتایا کہ اس کے نامزد حکمراں ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہیں وہ صندوق واپس مل جائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکون قلب کا سامان ہے' آل موسیٰ اور آل ہارون کی چھوڑی ہوئی یادگاریں ہیں' جسے فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے۔ اس بات میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم اہل ایمان ہو۔

پھر جب طالوت لشکر کو لے کر چلے تو بتایا کہ اللہ تمہیں ایک نہر کے ذریعے آزمائے گا سو جو اس سے پانی پئے وہ مجھ سے نہیں اور جو اسے زبان نہیں لگائے گا تو بیشک وہ میرا ساتھی ہے اِلا یہ کہ کوئی اپنے ہاتھ چلو بھر پی لے۔ مگر ان میں سے چند آدمیوں کے علاوہ سب نے پی لیا۔ پھر جب اس نے' ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے تھے' اسے پار کر لیا تو کہنے لگے: آج تو ہمارے اندر جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلے کی سکت نہیں۔ وہ لوگ جنہیں یہ خیال تھا کہ انہیں اللہ کو منہ دکھانا ہے انھوں نے کہا: نہ جانے کتنی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آئی ہیں کہ اللہ تو ثابت قدموں کے ساتھ ہے۔ اور جب جالوت اور اس کے لشکر سے ان کا سامنا ہوا تو گویا ہوئے: اے ہمارے رب ہمیں صبر عطا کر اور ہمارے قدموں کو جمائے رکھ اور کافروں کی قوم کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔ پھر اللہ کے حکم سے انہوں نے ان کو شکست دی۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا اور اللہ نے اسے حکمرانی اور حکمت سے نوازا' اور جن جن چیزوں کا چاہا اسے علم عطا کیا۔ اور اگر اللہ ایک کو دوسرے کے ذریعہ سے نہ ہٹاتا رہتا تو زمین فساد سے بھر جاتی۔ لیکن اللہ تمام اہل جہاں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

یہ اللہ کی آیات ہیں جو ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک سنا رہے ہیں' اور بیشک تم رسولوں میں سے ہو۔ □

زندگی افزا کتابوں کی تلاش میں سنجیدہ اور باشعور نوجوان

زندگی صرف ایک بار جینے کو ملتی ہے

زندگی صرف ایک بار جینے کو ملتی ہے لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو اس بات کا شعور رکھتے ہیں۔ اگر ہم پر یہ بات منکشف ہوتی کہ جو کچھ ہمارے ہاتھوں میں ہے بس اسی ایک بار کا جینا ہے تو شاید بہت سنبھال کر ہم اپنی زندگیوں کو خرچ کرتے۔ ذرا اس محدود آمدنی والے شخص کا اندازہ لگایئے جو مہینے کی ابتداء میں اپنے سارے اخراجات کا تخمینہ لگاتا ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ اسی تنخواہ میں اسے مہینے بھر گزارہ کرنا ہے لہٰذا وہ ایک ایک پائی سنبھال کر استعمال کرتا ہے، لیکن اس شخص کو کم از کم یہ امید تو ہوتی ہی ہے کہ آئندہ ماہ پھر تنخواہ ملے گی اور یہ خیال بھی اس کے دل و دماغ میں کہیں نہ کہیں ضرور رہتا ہے کہ اگر حالات کنٹرول سے نکل گئے، ناگہانی ضرورتوں نے آدبوچا تو وہ قرض لے کر بھی کام چلا سکتا ہے۔ لیکن زندگی کا معاملہ تو اس سے بھی کہیں زیادہ سنگین ہے کہ نہ تو یہاں جینے کے لئے مزید مہلت ادھار مل سکتی ہے اور نہ ہی تنخواہ کی طرح زندگی قسطوں پر ملتی ہے۔ یہاں تو بس one time payment کا معاملہ ہے، جو مل گیا سو مل گیا، آئندہ کچھ بھی ملنے والا نہیں۔ یہ جو کچھ ہے بس ایک بار کا تماشا ہے، یہ ہنگام زندگی بس چند دنوں کا میلہ ہے۔ ایک ایسا میلہ جس میں شریک سارے کردار پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائیں گے۔

میں نے ایک پانچ سالہ بچے سے پوچھا، وہ بڑا ہو کر کیا بننا چاہتا ہے؟ کہنے لگا: پائلیٹ۔ اونچا اڑنے کی خواہش انسان کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی اونچی اڑان کا خواہش مند ہے لیکن یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ بلندی اور رفعت دراصل ہے کیا؟ پانچ سالہ بچے کی اس خواہش کو تو آپ بچکانہ پن پر محمول کر سکتے ہیں کہ اس نے بلندی کا مطلب بس یہی سمجھا ہے کہ وہ واقعی اوروں کو بلند اڑتا دکھائی دے۔ لیکن اس دنیا میں پچانوے فیصد لوگ ایسے ہیں جو اس طرح کی بچکانی خواہشوں کے اسیر ہیں۔ کوئی کسی یونیورسٹی کا وائس چانسلر بننا چاہتا ہے تو کسی کو صدر شعبہ بننے کی خواہش ہے۔ کوئی وزارت کا خواب دیکھتا ہے تو کوئی اس بات کے لئے دن رات ایک کئے دیتا ہے کہ وہ دنیا کا امیر ترین آدمی بن جائے۔ اگر اس ایک بار جینے والی زندگی سے آپ یہی معمولی چیزیں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کا حال اس بچے سے مختلف نہیں جو بلندی کی تلاش میں آسمانوں میں اڑنے کا خواہش مند ہے۔

زندگی ہر لمحہ اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ آپ ہر لمحہ موت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یوں جانئے کہ وقت پیما سے ذرات کی پتلی لکیر مسلسل نیچے کی خانوں میں گر رہی ہو اور وہ وقت بس آنے ہی والا ہو جب اوپر کے خانے میں کچھ بھی باقی نہیں رہ جائے گا۔ لیکن وقت پیما میں تو پھر بھی کم از کم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب زندگی کی بوتل خالی ہونے میں کتنا وقت رہ گیا ہے؟ لیکن ہماری زندگی کا معاملہ تو اس سے بھی کہیں نازک ہے۔ کیا پتہ بوتل خالی ہونے سے پہلے ہی موت کے اچانک ہنگامی دھماکے سے ٹوٹ پھوٹ کر بکھر جائے۔ نہ جانے کب ہماری زندگی کا چراغ گل ہو جائے اور پھر ایک بار کے لئے عطا کردہ زندگی کا قصہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمام ہو جائے۔ جب معاملہ اتنا سنگین ہے تو ہم زندگی کی طرف اتنے غیر سنجیدہ کیوں ہیں؟

چند سال پہلے جب میں اکثر ان سوالات کے بارے میں غور و فکر میں ڈوبا رہتا تھا، کائناتی مسائل پر لکھی گئی تحریریں، آسمانی صحائف اور حکمت کی باتیں، صدیوں کے فلسفیانہ مباحث عقل مندوں کی حماقتیں اور احمقوں کی حکمت کے درمیان شب و روز بسر ہوتے تھے تو میری اس حالت پر ترس کھاتے ہوئے ایک ناصح نے مشورہ دیا کہ بہتر ہوگا کہ میں ان بیکار کی باتوں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے کسی کام سے لگ جاؤں۔ کوئی مفید کام، کوئی منفعت بخش دھندہ اختیار کر لوں۔ اور اس ناصح کی نظر میں مفید کام وہی تھا جس سے پیسہ آتا ہو، جو کام جتنا زیادہ پیسہ دلا سکے اسے اتنا ہی مفید سمجھا جاتا ہے۔ میرے ناصح نے بتایا کہ وہ گذشتہ بیس سالوں سے ایک بڑی بین الاقوامی فرم میں انتہائی اہم عہدے پر فائز ہے، اس کی تنخواہ غیر معمولی ہے، ساتھ ہی بے شمار سہولتیں، سفر کے دوران اضافی آمدنی اور نہ جانے کیا کیا۔ گذشتہ بیس برسوں میں اس نے پر تعیش زندگی کے علاوہ یوروپ کے اہم ترین شہروں میں املاک بھی خریدی ہیں اور اس دوران دنیا کے مہنگے اسپتال میں فرم کی طرف سے اس کا علاج بھی ہوتا رہا ہے۔ لیکن ذرا غور کیجئے! انسانی زندگی کے بیس قیمتی سال جو اب لوٹ کر واپس آنے والے نہیں، اس کے عوض اسے جو کچھ حاصل ہوا ہے اس کی مجموعی قیمت چند ملین ڈالر بنتی ہے۔ ۵۷ سال کی عمر میں ہمارے ناصح نے جو کچھ حاصل کیا تھا اس کی مجموعی قیمت چند ملین ڈالر سے زیادہ نہ تھی تو کیا اس ایک بار کی زندگی کو صرف چند ملین ڈالر کے عوض بیچ دینا کوئی عقلمندی ہے؟ اگر زندگی کی یہی قیمت لگتی ہے تو نہ جانے کتنے سرمایہ دار

سینکڑوں بار ایسی زندگیاں خریدنے کی استطاعت رکھتے ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ اپنی تمام ترپونجی دے کر بھی ایک اور زندگی حاصل نہیں کر سکتے۔ ایک مکمل زندگی تو کجا ان کا تمام تر سرمایہ، زندگی کے چند دن بھی نہیں خرید سکتا۔ جس زندگی کو دنیا کا تمام تر سرمایہ دے کر بھی خریدا جانا ممکن نہ ہو اس قیمتی زندگی کو اگر کوئی شخص چند ملین ڈالر کے عوض بیچ دے تو کسی ایسے بیوقوف کو آپ دنیا کا کامیاب ترین انسان کیسے قرار دے سکتے ہیں۔

ہم میں سے اکثر لوگ زندگی کی صحیح قدر و قیمت سے واقف نہیں۔ یہ چند ایام، یہ صبح یہ شام، اور یہ ماہ و سال جو ہمیں عطا کئے گئے ہیں، یہ امکانات کا عجیب و غریب خزانہ ہے۔ لامتناہی امکانات ۔۔۔ انسانی ذہن کی پرواز ختم ہو جائے لیکن امکانات کا سلسلہ ختم نہ ہو۔ اگر آپ چاہیں تو اپنی زندگی کو تساہل کی ڈھلان پر لڑھکنے کے لئے چھوڑ دیں۔ کچھ کہنے اور کر گزرنے سے منہ موڑ لیں۔ عافیت کوشی اور بے فکری کی طنابیں اپنے ارد گرد کھینچ لیں تو آپ دیکھیں گے کہ کچھ کئے بغیر آپ کی زندگی کی قدر و قیمت کم ہوتی جارہی ہے۔ اللہ کی وسیع سرزمین آپ پر تنگ ہوتی جارہی ہے۔ مادی و روحانی، عقلی اور فکری ہر اعتبار سے آپ کی قدر و قیمت اتنی کم ہو گئی ہے کہ اب زندگی ایک عذاب سے کم نہیں۔ گویا ایک ایسے شخص کی مثال ہو جو عظیم الشان محل سے اٹھ کر فٹ پاتھ پر آ گیا ہو، جو مراقبے اور شب بیداری کی سخت کوشی کو خیرباد کہنے کے نتیجے میں شراب و شباب کے راستے ایک ایسی صورت حال میں جا پہنچا ہو جہاں سے نکلنے کا اسے کوئی راستہ نظر نہ آتا ہو۔ فٹ پاتھ کی زندگی، گاڑیوں کا شور، موسم کی سختی اور چند نوالے کے لئے راہگیروں کی آمد کا انتظار، اوپر سے عظیم الشان ماضی کی یاد۔ زندگی کے امکانات میں سے ایک امکان یہ بھی ہے۔ نیچے گرنے کے لئے کسی جدوجہد کی ضرورت نہیں ہوتی، بس زندگی کی ڈھلان پر اپنے آپ کو ذرا ڈھیلا چھوڑ دیں، آپ دیکھیں گے کہ آپ مسلسل گرتے جارہے ہیں البتہ اگر آپ اوپر چڑھنے کے خواہش مند ہیں تو آپ کو جدوجہد کی راہ اپنانا ہوگی، مصائب کا سامنا کرنا ہوگا، خطرات سے کھیلنا ہوگا، سہولت پسندی کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنا ہوگا۔ زندگی کے یہ دونوں امکانات آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ آپ چاہیں تو اوپر چڑھیں اور چاہیں تو اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سستی اور کاہلی سے پناہ مانگی ہے کہ یہ وہ گھن ہے کہ اگر یہ آپ کی زندگی کو لگ گیا تو آپ کسی لائق نہیں رہ جاتے۔

البتہ بہت سے لوگ بلندی کی تلاش میں ایسی چوٹیوں پر جا چڑھتے ہیں جہاں پہنچنے کے بعد انہیں معلوم ہوتا ہے کہ دور سے جو چوٹی سب سے زیادہ بلند نظر آتی تھی وہ کوئی دوسری چوٹی تھی اور یہ کہ وہ اب بھی اسی طرح اتنی ہی بلند دکھائی دیتی ہے۔ ساری جدوجہد کے بعد اگر کسی شخص کو یہ پتہ چلے کہ وہ غلط چوٹی پر چڑھ آیا ہے تو اس پر کیا بیتتی ہوگی۔ زندگی بس ایک بار جینے کو ملی ہے، وقت کم ہے۔ آپ بار بار مختلف چوٹیوں کا تجربہ نہیں کر سکتے۔ زندگی کی ایک مہلت میں ایک ہی چوٹی سر کی جا سکتی ہے۔ اب اگر آپ غلط چوٹی پر چڑھ آئے ہیں تو اس غلطی پر سر پیٹنے سے کیا فائدہ!

انسانی زندگی امکانات کی آماجگاہ ہے۔ جو لوگ تاریخ کے دھارے کو موڑتے ہیں وہ بھی ہماری ہی طرح کے لوگ ہیں۔ جو لوگ دنیا پر حکومتیں کرتے ہیں، جو موروثی بادشاہت کا سلسلہ چلاتے ہیں، جو جھوٹی خدائی کے دعوے سے بندگانِ خلق کو اپنی عبادت پر آمادہ کرتے ہیں یہ سب کے سب ہمارے اور آپ کی طرح عام انسان ہیں۔ اور جو لوگ ان کی جھوٹی عظمتوں کے قائل ہو جاتے ہیں وہ بھی ہمارے اور آپ جیسے لوگ ہیں۔ اس کائنات میں امکانات کے سارے دروازے آپ پر کھلے ہیں۔ آپ چاہیں تو حکمراں بنیں اور چاہیں تو محکوم، چاہیں تو اپنی بادشاہت کا سلسلہ قائم کریں اور چاہیں تو کسی بادشاہ سلامت کی قربت اور جی حضوری میں اپنی زندگی گزار دیں۔ آپ کے لئے یہ ممکن ہے کہ ساٹھ سال کی عمر میں چپراسی کے عہدے سے سبکدوش ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسی ادارے میں آپ کا رٹائرمنٹ ڈائرکٹر جنرل کی حیثیت سے ہو۔ آپ اگر چاہیں تو اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل بھی بن سکتے ہیں اور چاہیں تو اسی دفتر میں دربان کے عہدے پر بھی آپ کا تقرر ہو سکتا ہے۔ یہ فیصلہ تو آپ کو کرنا ہے کہ آپ اپنی زندگی سے کون سا کام لینا چاہتے ہیں البتہ یہ یاد رہے کہ آپ اپنے لئے جو رول بھی منتخب کریں گے اسی حساب سے آپ کو جدوجہد بھی کرنی ہوگی۔ محض خواہشات اور آرزوؤں کے سہارے دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا۔

جب انسانی زندگی میں لتنے بہت سے امکانات موجود ہیں اور جب آپ کے لئے یہ ممکن ہے کہ دنیا میں بڑے سے بڑا کارنامہ انجام دے سکیں تو پھر آپ چھوٹی چیزوں کے حصول کو اپنی زندگی کا ہدف کیوں قرار دیتے ہیں؟ اگر آپ کے لئے کسی سوئس بینک کا صدر بننا ممکن ہے تو آپ اسی بینک میں کیشیئر کے عہدے کے لئے مقابلے کے امتحان کی تیاری کیوں کر رہے ہیں؟ اگر آپ کے ذہن میں کہیں یہ بات موجود ہے کہ پہلے ایک چھوٹا سا عہدہ مل جائے پھر بڑے عہدے کے حصول کی جدوجہد کی جائے گی تو یہ آپ کی بھول ہے۔ آگ کھانے والی چڑیا کو اگر ایک بار دانے کی لذت مل جائے تو اس کے لئے پھر آگ کھانا ممکن نہیں ہوتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ پائلٹ بننے کی آرزو میں آپ پہلے مرحلے کے طور پر سائیکل کی سواری سیکھیں۔ جو لوگ اونچی پرواز کا حوصلہ رکھتے ہیں ان کو تیاری بھی اسی حساب سے کرنی ہوتی ہے۔

زندگی جو ہر لمحہ ہمارے ہاتھوں سے پھسلتی جارہی ہے، ہم سے اس بات کی طالب ہے کہ آخری لمحہ آنے سے پہلے ہم اس سے کوئی ڈھنگ کا کام لے لیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارا شمار ان لوگوں میں ہو جو اپنی ایک زندگی گنوانے کے بعد روز حشر میں ایک نئی زندگی کی حسرت کریں گے اور جو پکار اٹھیں گے کہ اے کاش ہمارا دوبارہ دنیا میں لوٹنا ممکن ہوتا۔

لیکن زندگی پر اس طرح غور و فکر کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے سب کچھ تہہ و بالا ہو رہا ہو، جیسے علم و حکمت کی مصنوعی دنیا میں اچانک کوئی چیز بھک سے اڑ گئی ہو۔ جیسے اب تک کی سوچی سمجھی باتوں نے اپنا اعتبار کھو دیا ہو۔ گویا کوئی ہمارے اندرون میں مسلسل دھماکے کر رہا ہو، جیسے ہم کسی لنگر انداز جہاز سے نکل کر اچانک ایک ایسی کشتی میں اتار دئے گئے ہوں جس نے کبھی ساحل نہ دیکھا ہو۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ چھوٹے ساحل پر لنگر انداز ہونے کے مقابلے میں کشتی کو طوفانوں کی زد پر چھوڑ دینا زیادہ قرین حکمت ہے کہ کم از کم اس عمل میں ساحل کے ملنے کا موہوم سا امکان تو پایا جاتا ہے۔ □

○ کیا مسجد میں عورتوں کا داخلہ باعث فتنہ ہے؟

○ جماعت اسلامی کی موجودگی میں نئی تحریک کی ضرورت کیوں؟

سوال : ہمارے اندور شہر کے کچھ مفتی اور علماء نے یہ فتویٰ صادر کررکھا ہے کہ خواتین کا مساجد میں جانا علم حاصل کرنے کی غرض سے یا نماز پڑھنے کی غرض سے یا دینی مجالس میں شرکت کی غرض سے فتنہ ہے؟ اس معاملہ میں اسلامی نقطہ نظر کیا ہے؟

آصف عباسی۔ اندور

جواب: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ** "یعنی اللہ کی بندیوں کو مسجد میں جانے سے نہ روکو" اور جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ جس کسی خاص مسئلے پر اللہ اور اس کے رسول کا حکم موجود ہو اس بارے میں دنیا کے بڑے سے بڑے مفتی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کوئی اور رائے اختیار کرے۔ جو لوگ خواتین کو مساجد میں جانے سے روکتے ہیں وہ دراصل اسلام کی عظیم روحانی ثقافت سے نابلد ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں شاید ہی کوئی ایسا موقع ہو جب خواتین کی چلت پھرت نظر نہ آتی ہو۔ احادیث کی کتابیں اس قسم کے تذکروں سے بھری پڑی ہیں کہ آپؐ کی مجلس میں مردوں کی طرح خواتین بھی سوال کیا کرتی تھیں۔ بعد میں خود مسلم خواتین کی طرف سے یہ مطالبہ آیا کہ اے اللہ کے رسول! مردوں نے آپ کے گرد گھیرابندی کر رکھی ہے اس لئے ہم خواتین کے لئے خصوصیت کے ساتھ کوئی وقت متعین کیا جائے۔ اس مطالبے کو آپ ﷺ نے تسلیم کرلیا۔

اسلام کے ابتدائی دنوں میں مسلم خاتون کو ملی، سماجی سرگرمیوں میں شرکت کی اسی طرح اجازت تھی جس طرح کسی مرد کو اسلام نے خواتین کے لئے حجاب کی شرط عائد کردی تھی لیکن ان کا یہ حجاب سماجی زندگی میں ان کی چلت پھرت کے مانع نہ تھا گو کہ بعد کے دنوں میں جب مسلم معاشرہ روحانی طور پر زوال پذیر ہوتا گیا تو بعض علماء کی طرف سے حجاب کا معیار سخت کرنے کی تجویز آئی۔ بعض سلاطین نے تو بیت اللہ میں عورتوں اور مردوں کے مخلوط طواف پر بھی پابندی عائد کرنا چاہی لیکن تب وقت کے عظیم محدث عطاؒ نے اس کی سخت مخالفت کی۔ ان کا نقطہ نظر تھا کہ جس چیز کی اجازت اللہ اور اس کے رسول نے دی ہے اس پر پابندی عائد کرنے کا اختیار کسی کو نہیں ہو سکتا۔ آج تک حرم کعبہ اور مسجد نبوی میں عورتوں کی چلت پھرت جاری ہے۔

یہ سچ ہے کہ قرن اول کے مقابلے میں اب مسلم معاشرے کی اخلاقی حالت بہت خستہ ہو چکی ہے۔ لیکن اس کا علاج مسلم خواتین کو سماجی زندگی سے بے دخل کرنا نہیں ہے۔ اگر مردوں کی اخلاقی حالت کمزور ہوئی ہے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی اخلاقی اصلاح کی تدبیریں کی جائیں نہ یہ کہ اس کی سزا عورت کو دی جائے اور اسے فتنہ کے ڈر سے ان تمام حقوق اور سرگرمیوں سے محروم کردیا جائے جو ایک مومنہ کی حیثیت سے اس کا حق ہے۔ یہ صحیح ہے کہ پنج وقتہ نماز کے لئے مسجد کے مقابلے میں عورت کے لئے گھر کو زیادہ مستحسن قرار دیا گیا ہے لیکن یہ اسلامی شریعت کا ایک ترغیبی پہلو ہے لازمی حکم نہیں۔ اگر کوئی عورت مسجد میں جانا ہی چاہتی ہے تو وہ اس کا دینی حق ہے، ہم اسے نہیں روک سکتے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت عمرؓ جو عورتوں کے لئے گھر میں نماز ادا کرنے کو مستحسن سمجھتے تھے اور جس کے وہ پرزور مبلغ بھی تھے، خود اپنی بیوی عاتکہؓ کو مسجد میں جانے سے نہ روک سکے۔ لوگ کہتے کہ عمر! تم عورتوں کے لئے گھروں میں ادائیگی نماز کے قائل ہو لیکن خود تم اپنی بیوی کو مسجد میں جانے سے نہ روک سکے۔ وہ کہتے: میں کیا کروں؟ جب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد موجود ہے تو پھر میں کیسے روک سکتا ہوں؟ یہ تو رہی پنج وقتہ نماز کی بات جہاں تک سماجی اور ثقافتی سرگرمیوں کا تعلق ہے یا جمعہ اور عیدین کی نمازوں کا معاملہ ہے تو ایسے موقعوں پر مسلم خواتین کو لاتعلق رکھنے کا اسلام قائل نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود ہے کہ عید کے موقع پر بوڑھے بچے، عورتیں مرد سبھی عیدگاہ پہنچیں، حتیٰ کہ وہ عورتیں بھی جو حالت حیض کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتی ہوں وہ بھی عیدگاہ پہنچ کر اسلام کی اجتماعی مسرتوں اور برکتوں سے لطف اندوز ہوں۔

ان صریح احکامات کے باوجود بھی اگر کوئی شخص مسلم خواتین کو مسجد میں جانے سے روکتا ہے یا دینی مجالس میں ان کی شرکت کو فتنہ قرار دیتا ہے تو اسے جان لینا چاہئے کہ ابواب فتنہ کا صحیح علم اس سے کہیں زیادہ اللہ اور اس کے رسول کو ہے۔ اگر اللہ اور اس کے رسول نے احکام حجاب کی شرائط کے ساتھ مسلم خواتین کو مسجد میں داخلے اور دوسری سماجی اور ملی سرگرمیوں میں شرکت کی اجازت دی ہے تو بھلا وہ کون ہوتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اجازت پر روک لگائے۔

سوال : آپ کے چند پمفلیٹ اور ایک ضخیم کتاب کے مطالعہ نے یقینا دل اور دماغ کو جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے۔ آپ کے خیالات سے پوری طرح متفق ہوتے ہوئے بھی چند سوالات ذہنی الجھن کا سبب بنے ہوئے ہیں :

(۱) آپ نے ایام گم گشتہ کی پچاس سالہ زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے امت کی داعیانہ اور قائدانہ زندگی کی انفرادی اور اجتماعی کوششوں کو تمام تر نظرانداز کرتے ہوئے جماعت اسلامی ہند کی اس دعوت کو بھی پس پشت ڈال دیا جو آپ کے پیغام سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ اس کی مخالفت اسی وجہ سے تو کی جاتی رہی ہے کہ وہ پورے دین کی داعی ہے۔ اقامت دین یا نظام اسلامی کا پیغام سامنے آتے

ہی جماعت اسلامی کا تصور سامنے آجاتا ہے۔ ملی پارلیامنٹ کا پیغام کیا کسی اور دعوت کا پیغام ہے؟ اگر نہیں تو پھر نئی تحریک کی تشکیل کی کیا ضرورت پیش آگئی؟

(۲) بفرض محال' اگر جماعت اسلامی کی دعوت میں کچھ کمیاں' کوتاہیاں یا نقائص ہیں تو اس میں شامل ہوکر اس کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی۔ ایک اور جماعت بناکر قوم و ملت میں مزید اختلافات کا دروازہ کھولنا کہاں کی عقل مندی ہے؟

جواب: آپ کے دونوں سوال دراصل بنیادی طور پر دو اعتراض ہیں۔ اولاً آپ کو اس بات کی شکایت ہے کہ لیام گم گشتہ کے پچاس سالہ احتساب میں ہم نے جماعت اسلامی کی کوششوں کو نظر انداز کردیا ہے۔ ایک ایسے عہد میں جب پوری امت اسلامیہ کو انتہائی سنگین صورت حال کا سامنا ہے۔ جب ہماری اجتماعی زندگی کا شیرازہ منتشر ہوچکا ہے اور جب ہم پر پوری دنیا میں ذلت و بے بسی کا دردناک عذاب طاری ہے' افسوس کہ اس سنگین صورت حال میں بھی اجتماعی حیثیت سے سوچنے کے بجائے ہم جماعتی یا گروہی ذہن سے سوچ رہے ہیں۔ ہر گروہ یا جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نے بڑے عظیم کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں اور ہر گروہ کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس صدی میں دین کی سچی خدمت تو اسی نے کی ہے۔ یہ کیسا عجیب و غریب انداز فکر ہے کہ زوال کی اس گھڑی میں بھی ہمیں اس بات کی پڑی ہے کہ ہمارے حضرت یا ہماری جماعت کی خدمات کا تذکرہ آب زر سے نہیں لکھا گیا۔ حالاں کہ جب ہم امت مسلمہ کے اجتماعی زوال اور انتشار کا تذکرہ کرتے ہیں تو خود بخود اس کے اندر پائی جانے والی تمام جماعتوں اور مسالک کا تذکرہ آجاتا ہے۔ دینی جماعتوں نے نامساعد حالات میں امت کے زوال کو روکنے کے لئے جس طرح سر توڑ جدوجہد کی ہے' اس کا اجر اللہ کے یہاں محفوظ ہے اور یقیناً وہی بہتر اجر دینے والا ہے۔ ان بزرگوں نے جو کچھ کیا اس کا اجر وہ پاکر رہیں گے البتہ ہم اپنے اجر میں صرف یہ کہہ کر اضافہ نہیں کرسکتے کہ ہمارے حلقے کے بزرگوں نے بڑا کام کیا ہے۔ ہمیں تو اپنی آخرت کے لئے خود کمائی کرنی ہوگی' اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کی مدح سرائی کے بجائے خود اس کام کی طرف متوجہ ہوں۔

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ آپ کی محبوب جماعت سے الگ دوسرے گروہوں یا شخصیات نے دین کے لئے جو کام کیا ہے ان سے بھی آپ کا وہی دینی تعلق ہے جو آپ کا اپنے حلقے کے بزرگوں سے ہے کہ وہ بھی اسی امت کا حصہ ہیں۔ ان کی کامیابی اور ناکامی کے تذکرے میں بھی آپ کا تذکرہ پنہاں ہے۔ اے کاش کہ ہم جماعتی اور گروہی حیثیت سے سوچنے کے بجائے امتی اور اجتماعی حیثیت سے سوچ پاتے۔

پھر آپ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کرسکتے کہ تمام جماعتوں کی سر توڑ جدوجہد کے باوجود ہم اپنے زوال پر بندھ باندھنے میں ناکام رہے ہیں۔ امت کے اجتماعی نظام کو دوبارہ قائم کرنا اب تک ممکن نہیں ہوسکا ہے اس لئے جو شخص بھی ہمارے عہد میں امت کی شیرازہ بندی کا حوصلہ رکھتا ہو اسے اب تک کی کوششوں کا تنقیدی جائزہ لینا ہوگا۔ امت کی اجتماعی کمزوریوں اور خوبیوں کے ادراک کے بعد ہی وہ کوئی کامیاب لائحہ عمل تیار کرسکے گا۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ ہماری بنیادی وفاداری اللہ اور اس کے رسولؐ سے ہے' جماعتیں اور مسالک اس وقت تک قابل قبول ہیں جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول سے وفاداری میں معاون ہوں۔ اگر کوئی ایسی صورت حال پیش آئے کہ جماعت سے وفاداری امت کے اجتماعی مفاد میں حارج ہونے لگے تو ہمیں بلا تکلف اپنی جماعت کی بساط لپیٹ دینی چاہئے۔

آپ کا یہ اعتراض کہ جماعت اسلامی کی موجودگی میں نئی جماعت کی ضرورت کیوں پیش آگئی' دراصل خود جماعت اسلامی پر ایک اعتراض ہے۔ اگر آپ اسلام کے غلبے کے لئے سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کو ایک جماعت کی تشکیل کا حق دیتے ہیں تو کسی اور کو اس حق سے کیسے محروم کرسکتے ہیں؟ نبی کے علاوہ کسی شخص میں یہ ملکہ نہیں ہوتا کہ وہ ایک خاص عہد سے آگے تک دیکھ سکے' دنیا کا بڑے سے بڑا مصلح اور دین کا بڑے سے بڑا مجدد اپنے عہد میں اپنا کام کرکے رخصت ہوجاتا ہے' اس کے عہد کے ساتھ ہی اس کا Relevance بھی معدوم ہوتا جاتا ہے اس لئے زندہ قومیں اپنے مصلحین اور مجددین کا قصیدہ پڑھنے کے بجائے نئی ترکیبیں دریافت کرتی ہیں۔ ہم اپنے پیش روؤں سے استفادے کو تو یقیناً مفید خیال کرتے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ کی زندہ تعلیمات کی موجودگی میں متقدمین کے چراغوں سے اپنا چراغ روشن کرنے کو صحت مند رویہ نہیں سمجھتے۔

رہی آپ کی یہ خواہش کہ ہم اس کام کی نئے انداز سے ابتداء کے بجائے جماعت میں شامل ہوکر اس کی کمیوں اور کوتاہیوں کو دور کرتے تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ ہمیں صرف کسی خاص جماعت کی فکر نہیں بلکہ پوری امت کی فکر ہے۔ روز آخرت میں ہم سے اور آپ سے پوری امت کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کا سوال ہوگا' کسی خاص جماعت کے لئے نہیں۔ پھر ہم اسے بددیانتی سمجھتے ہیں کہ غلبہ اسلام کے ایجنڈے پر لوگوں کو جمع کرنے کے لئے کھلے عام پوری امت میں آواز لگانے کے بجائے صرف کسی خاص جماعت کو ہی اس کا مستحق سمجھا جائے۔ ہم امت کی موجودہ صورت حال سے سخت مضطرب ہیں۔ ہمارا یہ بھی احساس ہے کہ جب تک امت گروہی اور جماعتی کوششوں سے اوپر اٹھ کر امتی اور اجتماعی سطح پر جدوجہد کے لئے آمادہ نہیں ہوتی' ایک فیصلہ کن کامیابی کا حصول مشکل ہے۔ اس لئے کسی خاص جماعت یا شخص کو متحرک کرنے کے بجائے ہم نے پوری امت کے دل پر دستک دینے کا پروگرام بنایا ہے۔ کوئی بھی کلمہ گو بھائی بہن خواہ وہ دنیا کے کسی خطے میں پایا جاتا ہو اور کسی بھی جماعت سے اس کا تعلق ہو ہم غلبہ اسلام کی مہم میں اس کو برابر کا شریک و سہیم سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملی پارلیامنٹ اور خلافت پارٹی کسی جماعتی شناخت کے بجائے عام مسلم شناخت کے ساتھ کام کررہی ہے اور تمام تر مسالک اور جماعتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا تعاون اسے حاصل ہوتا جارہا ہے۔

□

محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی

تحریر: بل گیٹ

کبھی اپنے دوستوں سے پوچھ کر دیکھئے کہ وہ احباب سے رابطے کے لیے ٹیلی فون، تفریح اور خبریں سننے کے لیے ٹیلی ویژن کیوں استعمال کرتے ہیں یا یہ کہ کیا انہوں نے برقی طرز زندگی اختیار کیا ہے یا نہیں؟ تو وہ سمجھیں گے کہ آپ ان سے مذاق کر رہے ہیں۔ بلکہ آپ انہیں نرے احمق نظر آئیں گے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ چیزیں آج کی زندگی کا اٹوٹ حصہ بن چکی ہیں۔ تاہم پچاس کے پیٹے میں آج جو لوگ ہیں انہیں یاد ہوگا کہ ایک وقت تھا جب چند خاندانوں کو ہی ٹی وی میسر تھا اور امریکی مضافات بھی بجلی سے محروم تھے۔ ان میں سے بیشتر نے اس وقت آنکھیں کھولی ہیں جب شہروں میں بھی بجلی کا کرشمہ عام نہیں ہوا تھا۔ ٹیلی گراف کو دنیا کے مختلف کونوں کو ملانے کے لیے وجود میں آنے میں سو سال کا عرصہ لگا ہے اور اسی طرح برقیاتی طرز زندگی نے ایک صدی تک تہذیب کے گیسو سنوارے ہیں۔ بجلی سے محض روشنی حاصل کرنے سے لے کر ترسیل تک انسانی ذہن نے ایک صدی پر پھیلا ہوا سفر طے کیا ہے۔ اس سفر کی ابتداء میں اسے معلوم بھی نہ تھا کہ بجلی میں ہر فرد و بشر کے طرزِ زندگی کو نیا قالب دے دینے کی بے پناہ طاقت پنہاں ہے۔ آج زندگی کے موجودہ مختلف شعبوں اور آئندہ وجود میں آنے والے شعبوں سے متعلق آلات و مشینیں طرزِ زندگی کو تو بدل ہی چکی ہیں، زندگی کی اقتصادیات کو انقلاب سے ہمکنار کیا ہے۔

چونکہ انٹرنیٹ ترسیل کا ایک عالم گیر بنیادی نظام ہے اس لئے اس کا انحصار بھی برقیات پر ہے اور اس کی عوامی مقبولیت کو برقیاتی طرزِ زندگی کی توسیع کہا جاسکتا ہے، تاہم انٹرنیٹ جس انداز کی زندگی پر ہمیں لے جا رہا ہے اُسے ویب اسٹائل کا نام دینا مناسب ہوگا۔ کیونکہ اس میں تیز رفتار تجدید کاری کا عمل دخل کچھ زیادہ ہی ہے اور چوں کہ تیز رفتار رابطہ کا بنیادی نظام یا انفرااسٹرکچر ایسے موڑ پر آگیا ہے کہ اب وہ لوگوں کی زندگیوں کو پھر سے نئی شکل عطا کرنے کے لیے نئے سافٹ ویر اور ہارڈ ویر سامنے لا رہا ہے۔ پی سی جیسی خودکار ذہانت والی مشینیں اب پہلے سے زیادہ کہیں طاقتور ہیں اور سستی بھی، ان کی پروگرام اور تخزین کی صلاحیت بہت سے کاموں میں استعمال کی جاسکتی ہے۔ اور دس سالوں کی بات ہے کہ نہ صرف امریکہ بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک کے لوگ بھی "ویب لائف اسٹائل" میں رنگ چکے ہوں گے۔ خبریں سننے، پڑھنے پڑھانے، کسی کھیل وغیرہ سے دل بہلانے، دوستوں عزیزوں سے رابطہ ان سب کی حیثیت بس الماری پر رکھی ہوئی کوئی چیز اٹھا لینے سے زیادہ نہ ہوگی۔ ویب کے ذریعے آپ بل ادا کریں، اپنے مالی مسائل حل کریں، اپنے معالج سے رابطہ قائم کریں اور ایک یا اس سے زیادہ مشینوں کی مدد سے خود کو الیکٹرانک بزنس میں بھی مصروف رکھ سکتے ہیں۔

یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ویب لائف اسٹائل دبے پاؤں ہماری زندگیوں میں آچکا ہے کیوں کہ امریکہ کے 58 فیصد لوگ اپنے روزمرہ کے کام میں ویب کا سہارا لیتے ہیں۔ ابھی صدر کلنٹن کے اسکینڈل سے متعلق 445 صفحات پر مشتمل عدالتی رپورٹ امریکی عوام تک انٹرنیٹ کے ذریعے ہی پہنچی۔ اس کی اشاعت کے پہلے ہفتے میں چھ سے نو ملین افراد نے دیکھا۔ انٹرنیٹ شاپنگ آپ کے دروازے پر آگئی ہے اور اس طرح اب آپ اسٹاک ایکسچینج سے گھر بیٹھے مول بھاؤ کرنے سے لے کر فن اور آرٹ کے نمونے، تصویریں اور نئے ڈیزائن کی بے شمار اشیاء خرید سکتے ہیں۔ ایسی ویب سائٹ بھی ہیں جن کی مدد سے گمشدہ افراد کی تلاش اور بچوں کو گود لینے کے سلسلے میں ضروری معلومات بھی فراہم ہوسکتی ہے۔ آپ کو یہ معلوم کرنا ہو کہ کس شہر میں آلودگی پھیلانے والے کتنے صنعتی یونٹ ہیں تو ان کی تفصیل نقشے کی صورت میں آپ کے سامنے آجائے گی۔ ویب لائف اسٹائل کی لائی ہوئی ثقافتی تبدیلی یونیورسٹی کیمپس میں زیادہ نمایاں طور پر نظر آتی ہے، جہاں پرسنل کمپیوٹر کے استعمال، ہائی اسپیڈ نیٹ ورکنگ اور آن لائن کمیونیکیشن نے صدیوں سے مروج کاغذ کے فارموں اور رجسٹروں کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ اب تو ہوم ورک کے لیے بھی طلباء کتاب اور کاپی کے محتاج نہیں ہیں۔ اساتذہ سے آن لائن تبادلہ خیال بھی ہوجاتا ہے اور ہم سبق سے گفتگو بھی۔

صارفین کے تیزی سے آن لائن کی طرف آنے کے نتیجے میں ایک اہم ترین تبدیلی یہ ہونے والی ہے کہ آن لائن کے ذریعے ان کے مالی مسائل سے نمٹنے کی صلاحیت میں بھی اضافہ ہوگا۔ اب بلوں کی آن لائن ادائیگی کا رواج چل نکلا ہے اور چند برسوں کے اندر الیکٹرونک بل پیمنٹ کی سہولت تمام کمپنیوں کی طرف سے مہیا ہوجائے گی، جس کے لیے مالی اداروں کو ایک مرکزی سائٹ کا انتظام کرنا ہوگا جہاں صارفین اپنے ماہانہ بلوں کی ادائیگی کیا کریں گے۔ اپنے بینکنگ ویب پیج سے آپ کریڈٹ کارڈ کمپنی سے رابطہ قائم کرکے اپنے حساب کی صورتِ حال معلوم کریں گے اور ایک آن میں سب کچھ آپ کو انگلیوں پر معلوم ہوجائے گا۔ کسی بل کے بارے میں بعض معلومات درکار ہوں تو ای میل بٹن دباتے ہی یہ خواہش بھی پوری ہوجائے گی۔ آپ کا آن لائن بل ریویو کا صفحہ سوداگروں

کے سامنے ہر وقت رہیگا جس کی روشنی میں وہ اپنی مصنوعات کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنا کر بازار میں لا سکیں گے۔

توقع ہے کہ آئندہ چند برسوں میں فون، ریڈیو اور ٹی وی یہ تینوں ڈیجیٹل ڈیوائس سے جوڑ دئے جائیں گے۔ وہ زمانہ بھی آجائے گا جب یہ دیوائسز آپ اپنے گلے میں لٹکالیں گے یا کمر سے باندھ لیں گے جیسے سیلولر فون اور ان میں سے بعض آپ کے گھر کے مختلف کمروں میں نصب ہوں گی، بعض گاڑیوں میں فٹ ہوں گی۔ آپ کہیں بھی ہوں ای میل، وائس میل، اسٹاک رپورٹ، تازہ ترین موسم کا حال، ہوائی پرواز سے متعلق معلومات تک آپ کی رسائی ممکن ہوگی۔ □

بقیہ: لندن میں کوسووو کانفرنس

ضرورت اس بات کی ہے کہ خلافت کے شہری جو اس وقت دنیا میں کوئی ڈیڑھ ملین کی تعداد میں موجود ہیں سر جوڑ کر بیٹھیں اور دوبارہ اپنے اجتماعی نظام کو تعمیر کرنے کا منصوبہ بنائیں پھر ہماری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اس مقصد کی خاطر جو لوگ دنیا بھر میں اپنی جانیں لٹا رہے ہیں' قربانیاں پیش کر رہے ہیں ہم ہر طرح سے ان کی قوت بنیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمارے ایمان کا اصل امتحان یہی ہے کہ ہم اہل ایمان سے محبت کریں۔ جن لوگوں نے اسلام کی خاطر اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا ہے انہیں اپنا ہیرو اور محسن گردانیں' اس کے برعکس اگر ہم مغرب کے پروپیگنڈے کی زد میں آکر انہیں بنیاد پرست اور دہشت گرد جان کر ان سے قطع تعلق کر لیا تو ہم آخرت میں اللہ کے حضور جواب دہ ہوں گے پھر یہ بھی جان لیجئے کہ آج اگر ہمارے اندر حوصلہ مند اور مہم جو لوگ ختم کر دیئے گئے تو کل اس امت کے وقار کی لڑائی لڑنے والا کوئی نہ ہوگا۔،،

سچ ہے کہ دشمنوں نے اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کو مختلف خانوں میں بانٹ رکھا ہے۔ جن مسلمانوں کو ایک دوسرے کی قوت بننا چاہئے تھا وہ آپس میں ایک دوسرے سے الجھ گئے ہیں۔ یہ بات ہم جتنا جلد جان لیں ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہم میں نہ کوئی انتہا پسند ہے اور نہ کوئی امن پسند۔ ہم سب ایک ہی امت کے لوگ ہیں البتہ ہم میں سے اگر کوئی شخص کوئی ایسا قدم اٹھاتا ہے جسے ہم اسٹریٹیجی کے اعتبار سے مناسب نہیں سمجھتے تو یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ایسے پرجوش لوگوں کو مناسب اقدام کی طرف توجہ دلائیں۔ ہم یہ کہہ کر اپنا دامن نہیں چھڑا سکتے کہ وہ انتہا پسند لوگ ہیں اور ہم ٹھہرے امن پسند' بھلا ان سے ہمارا کیا تعلق۔ □

ملی ٹائمز انٹرنیشنل' ستمبر ۱۹۹۹ء' ص 22

چیف الیکشن کمشنر کے نام خلافت پارٹی کا مکتوب

جناب ایم ایس گل
چیف الیکشن کمشنر' نئی دہلی

جناب عالی...... اخبارات کے ذریعے یہ بات آپ کے علم میں آچکی ہوگی کہ گذشتہ ماہ اندور کے کل ہند سیرت اجلاس میں اہل فکر مسلمانوں کی طرف سے ''خلافت پارٹی'' کا قیام عمل میں آیا۔ ملک بھر سے آئے ہوئے مسلم دانشوروں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اس ملک کو بلا تاخیر ایک چوتھا سیاسی متبادل فراہم کریں۔ تاریخ کے ایک ایسے لمحے میں جبکہ ملک سنگین سیاسی اور نظریاتی بحران سے دوچار ہے اور جب ہمارے پاس کوئی ایسا سیاسی نظریہ نہیں رہ گیا ہے جو اس ملک کو برقرار رکھ سکے تو اس صورت حال میں ہم مسلمان محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں ملک کو ایک ایماندار قیادت کی فراہمی کے لئے سامنے آنا چاہئے۔ اور ایک ایسے نظریئے کو جو خوش قسمتی سے ہمارے پاس موجود ہے اور جو اس کثیر مذہبی ملک کے لئے موزوں بھی ہے' بلا تاخیر سامنے لے آنا چاہئے' ''خلافت پارٹی'' کا قیام دراصل اسی سمت ایک قدم ہے۔

ہم اس پارٹی کا الیکشن کمیشن میں اندراج کرانا بھی چاہتے ہیں تاکہ سیاسی عمل میں خاطر خواہ حصہ لیا جا سکے۔ دریں اثنا جب تک پارٹی کے کاغذات اندراج کے مرحلے میں ہیں ہم نے یہ طے کیا ہے کہ ایک ایماندار قیادت کے حق میں عوامی تحریک کے ذریعے رائے عامہ ہموار کی جائے۔ ابتدائی مرحلے میں' ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں مسلم ووٹروں سے ہی حمایت حاصل ہو سکے گی اس لئے ہم نے ان ۱۳۹ پارلیمانی حلقوں کو نشانہ بنایا ہے جہاں بہت کچھ مسلم ووٹروں پر منحصر ہے مگر ہمیں یہ بات بہت افسوس کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ بہت سے مسلم حلقہ انتخاب میں مسلمانوں کا اپنے نمائندے کھڑے کرنا ممکن نہیں' اس لئے کہ ان حلقوں کو غیر منصفانہ طور پر درج فہرست ذاتوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر صوبہ آسام میں کریم گنج ۴۵ فیصد مسلم آبادی کا حلقہ ہے۔ اسی طرح اترپردیش میں بجنور میں مسلم آبادی کا تناسب ۳۸ فیصد ہے لیکن ہمارا یہ غیر منصفانہ سیاسی نظام ان کثیر آبادی والے مسلم حلقوں سے کسی مسلمان کو انتخاب لڑنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ملک بھر میں کم از کم ۲۱ ایسے پارلیمانی حلقے ہیں جہاں کثیر مسلم آبادی کے باوجود قانونی ہتھکنڈوں کے ذریعے مسلم امیدواروں کا راستہ روک دیا گیا ہے۔ خلافت پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ مسلم حلقوں کو غیر مسلم امیدواروں کے لئے محفوظ کرنا دستور کی بنیادی روح کے خلاف ہے جو ہر شہری کو سیاسی اور سماجی انصاف کی ضمانت دیتا ہے۔ اگر گذشتہ پچاس برسوں میں مسلمانوں کے نام نہاد نمائندے بھی پارلیامنٹ میں انتہائی کم تعداد میں پہنچے ہیں تو اس کی وجہ اس طرح کے قانونی ہتھکنڈے بھی رہے ہیں۔

اب چونکہ الیکشن قریب آگیا ہے اور ہماری پارٹی رائے عامہ پر اثر انداز ہونے کے لئے میدان میں ہے' ہم آپ سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ ان ۲۱ پارلیمانی حلقوں کو فی الفور آزاد کر دیا جائے۔ یہ حلقے ہیں: کریم گنج (آسام) ارریہ' نگھبا (بہار) بیدر (کرناٹک) اندور (کیرالا) مالیگاؤں (مہاراشٹر) اکبرپور' بارہ بنکی' بجنور' چال' ہری دوار' خورجہ' لال گنج (اترپردیش) بالورگھاٹ' ویربھوم' کوچ بہار' جے نگر' متھراپور (مغربی بنگال) اور لکش دیپ۔

جب تک کہ مسلمانوں کو الیکشن میں حصہ لینے کے لئے برابر کے مواقع حاصل نہیں ہوتے' اور جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ مسلم حلقہ ہائے انتخابات کو فی الفور آزاد کیا جائے تاکہ متناسب نمائندگی کی راہ ہموار ہو' ہم اس پورے انتخابی تماشے کو ایک بڑا جمہوری فراڈ سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔ اور جب تک ایک ایسی صورت حال پیدا نہیں کی جاتی جس میں منصفانہ سیاسی عمل کی ضمانت مل سکے' الیکشن کے نتائج ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہوں گے۔

ہم آپ کی جانب سے ایک منصفانہ اور ہمدردانہ جواب کے منتظر ہیں۔

آپ کا

راشد شاز
صدر' خلافت پارٹی'

مراسلات

رفتار سست

محترمی! ..... ملی ٹائمز ایک رسالہ نہیں بلکہ ایک انقلابی مشن ہے جو مسلمانوں میں دینی، سماجی، سیاسی شعبوں میں نظری و عملی بیداری پیدا کررہا ہے۔ آج مسلمانوں میں حصول جنت کے بڑے آسان فارمولے رواج پاگئے ہیں۔ دین کے سماجی یا اجتماعی ذمہ داری کا فہم ہی نہیں، گویا ملت مذہبی و تہذیبی ارتداد کی زد میں ہے، جدوجہد کی تفصیلات اجاگر ہورہی ہیں لیکن ان تمام کوششوں اور کاوشوں کے اثرات جس تیزی سے اور وسعت سے ہونے چاہئے شاید وہ نہیں ہوپارہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ملت میں خواندگی کی شرح کم اور پھر زبان اردو سے آگاہ طبقہ کی تعداد بھی محدود ہے۔ علاوہ ازیں ملت میں بے عملی اور سہل پسندی کا مرض بھی ہے۔ بہرحال بیداریٔ ملت کا کام مستعدی استقلال سے جاری رہنا ضروری ہے۔ پرانے امراض کا علاج وقت طلب اور صبر طلب ہوتا ہے۔ کسی بھی تحریک کی پذیرائی کے لئے طویل مدت و جدوجہد ناگزیر ہے۔ کسی سنگ سخت کو توڑنے کے لئے مسلسل ضرب لگانا ضروری ہوتا ہے۔ سنگ شکن ضرب لگاتار کئی ضربوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ انشاء اللہ کامیابی کی راہ کھلے گی۔ کسی تحریک کی کامیابی کا راز عملی کام میں ہے، جب تک فکر و خیال کو عمل کا جوڑ نہ لگے تب تک حرکت اور اقدام نہیں ہوتا۔ چنانچہ کسی شہر یا علاقہ میں چھوٹے پیمانے پر ہی سہی عملی کام کو شروع کیا جانا چاہئے۔ اس سے ایک عملی مثال قائم ہوگی اور یہی مثال یا نمونہ دیگر علاقوں میں بھی اپنایا جاسکے گا۔ ملی پارلیامنٹ کے علاقہ واری نمائندے نامزد کئے جائیں، تشہیر و رابطے کا کام آگے بڑھے گا۔ پارلیامنٹ یا اسمبلی الیکشن میں حصہ لینے سے قبل پنچایت و میونسپل اداروں کے الیکشن سے شروعات ہوجانی چاہئے۔

الحاج محمد احمد علی انجینئر (گلبرگہ، کرناٹک)

باہمی احترام کی ضرورت

محترمی..... ہمیں اس گورکھ دھندے سے نمٹنے کے لئے حالیہ نظام پر گرفت پیدا کرنے کے سلسلے کی ایسی حکمت عملی بنانی چاہئے جو ہمارے دین و شریعت اور رضائے الٰہی کے مطابق بھی ہو اور موجودہ سیاست کے حربوں سے نمٹنے کی صلاحیت اور سوجھ بوجھ بھی رکھتی ہو۔ آنحضرت ﷺ کی بدو کو کی گئی نصیحت زیر غور ہے کہ پہلے اونٹ کو باندھو اور اُس کے ساتھ اللہ کی حفاظت مانگو۔ تو اس اونٹ کے باندھنے کے طریقوں سے آگہی کے سلسلے میں بہت کم کام ہوا ہے جب کہ دونوں کام ساتھ ساتھ ہونے چاہئیں۔ خصوصی طور پر ایسا لگتا ہے کہ ملت دو حصوں میں بٹ گئی۔ جس حصے کو اللہ سے لو لگی ہے وہ اونٹ کے باندھنے کو کسرِ شان سمجھتے ہیں اور جو حصہ اونٹ کے باندھنے میں تھوڑی بہت شد بد رکھتا ہے اُسے اللہ اور اس کے رسول سے صرف واجبی ہی نسبتیں ہیں۔ ان دونوں حصوں کو ایک دوسرے سے جوڑنا اور پھر سر جوڑ کر ملت کے مسائل پر سوچنا یہی وقت کی ضرورت ہے۔ اس میل جول کے لئے صحیح فضا پیدا اسی وقت ہوگی جب ہم ایک دوسرے کا احترام کریں اور سب کو ملت کا اہم جز سمجھیں اور سب کو ساتھ لے کر چلنے کا جذبہ پیدا کریں۔ کام مشکل ہے اور زبردست نفس کشی چاہتا ہے لیکن اس سے مفر بھی نہیں ہے۔

غلام محمد صدیقی۔ باندرہ، ممبئی

عظیم کام

ہندوستانی مسلمان جس کسمپرسی، بے چینی، عدم تحفظ، معاشی بدحالی کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ کسی سے مخفی و پوشیدہ نہیں بلکہ روزروشن کی طرح عیاں ہے۔ ان حالات کے اگرچہ مختلف اسباب ہیں مگر خاص طور پر مسلمانوں کے وہ قائدین بھی ذمہ دار ہیں جنہوں نے اپنی ذاتی حقیر مفادات کے خاطر مسلمانوں کی حالت زار کو سدھارنے کے لئے کوئی ٹھوس اور متحد کوششیں نہیں کیں۔ آج کے اس پر آشوب دور میں اگر کوئی مسلمانوں کی سیاسی صف بندی اور ان کی پچاس سالہ سیاسی غلامی کو دور کرنے کے لیے قدم اٹھائے یقیناً وہ قابل تحسین ہے۔ ضرورت صرف عزم صمیم، ہمت اور اخلاص کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ باکردار اور دیندار لوگوں کی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ کام جتنا عظیم ہے اتنا ہی اہم اور نازک بھی ہے اس لئے اس کام کی لگام بھی انہی کے ہاتھ میں ہونی چاہئے جن کے دلوں میں ملت کا حقیقی غم ہو۔ چوں کہ یہ کام ملک کے پورے مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے ہے اس لئے اس میں پورے ملک کے مسلمانوں کو پورے جوش و خروش کے ساتھ حصہ لینا چاہئے۔

نثار احمد دار

ترجمہ معانی القرآن

محترمی..... ملی ٹائمز کو اس زمانے میں اپنی الگ نوعیت کا ایک صاف ستھرا ماہنامہ مانا جاتا ہے۔ یہ ایک مخصوص فکر اسلام کا داعی بھی ہے۔ اس کے صفحات میں قرآن و حدیث کو نمایاں جگہ دینا لازمی ہے، اس کے بغیر یہ جریدہ بغیر پھولوں کے گلستان سا نظر آئے گا۔ ماشاء اللہ اب "ترجمہ معانی القرآن" کا اضافہ یقیناً قارئین کی خوشیوں کا باعث بنا ہوگا۔ اس ترجمے کو الگ سے ایک کتابی شکل دینا بھی عوام کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

میری دعا ہے کہ رب کائنات سارے مسلمانوں کو اللہ کی رسی کو مضبوط تھامنے کی ہدایت دے کر ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچائے۔ آمین

ابوالاحمد۔ سرینگر، کشمیر

بزرگان دین سے

مکرمی..... پچھلے چند دنوں سے چند ایک مراسلے جو ملی ٹائمز انٹرنیشنل میں شائع ہوئے ہیں کہ ملی ٹائمز انٹرنیشنل نے اولیاء اللہ و بزرگان دین کے خلاف لکھ رہے ہیں، جو کہ ملی ٹائمز انٹرنیشنل پر سراسر الزام ہے۔

ملی ٹائمز تو صرف اور صرف حقائق بیان کررہا ہے۔ ہاں آج جو جانشین اور علماء دین جو صرف اور صرف نذرانوں کے لئے جی رہے ہیں ہم ان کے خلاف ہیں، کیونکہ یہ عمل اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے خلاف ہے۔ مگر آج یہ علماء دین دولت کے لئے مسلمانوں کو غلط راستے پر چلنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ خود تو غلط راستہ اپنائے ہوئے ہیں ساتھ میں معصوم مسلمانوں کو بھی غلط راستے کی رہبری کررہے ہیں۔ آج یہ علماء دین علی الاعلان سونیا گاندھی، کانشی رام، ملائم سنگھ یادو، لالو پرساد یادو اور بی جے پی وغیرہ کے ساتھ مل کر کام کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

یہ لوگ تو دین محمدی کے خلاف کام کرنے والے ہیں۔ کیا ان کے ساتھ مل کر کام کرنے سے مسلمانوں کو یوم آخرت میں نجات ملے گی؟ ایسے میں اگر ملی ٹائمز ان بازاری علماء پر تنقید کرتا ہے تو کیا یہ تنقید غلط ہے؟

ملی ٹائمز تنقید نہیں کررہا ہے بلکہ صحیح راستہ اپناتے ہوئے ان بازاری علماء کو پھر سے دین محمدیؐ پر چلتے ہوئے تمام انسانیت کی خدمت کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔ ملی ٹائمز کی یہی کوشش ہے کہ تمام مسلمان دین محمدی کے راستے پر چلتے ہوئے آخرت میں نجات پائیں۔

محمد سجاد علی۔ گلبرگہ، کرناٹک

سرکلر (۱)

فدائین اسلام کے نام ...!

برادران گرامی اور دختران امت! السلام علیکم و رحمۃ اللہ

اخبارات کے ذریعے خلافت پارٹی کے قیام کی اطلاع آپ تک پہنچی ہوگی البتہ اخبارات نے جس انداز سے خلافت پارٹی سے متعلق خبریں شائع کیں اس سے عام لوگوں کو یہ تاثر ملا کہ شاید ہم بھی دوسری سیاسی پارٹیوں کی طرح ہر قیمت میں بس پارلیامنٹ میں پہنچنے کے خواہش مند ہیں۔ ہم نے جن چوبیس مسلم نشستوں کی نشاندہی کی تھی اس کے بارے میں یہ سمجھ لیا گیا کہ ہم فی الفور وہاں سے اسلام اور مسلمانوں کے نام پر قسمت آزمائی کرنا چاہتے ہیں' حالاں کہ فی الوقت اگر خلافت پارٹی ان جمہوری اداروں میں داخلے کی بات سوچتی ہے تو اس کے پیش نظر صرف یہ مقصد ہے کہ وہ مختلف پلیٹ فارم سے میسر ذرائع ابلاغ کا سہارا لیتے ہوئے خلافت کو ایک بہتر سیاسی متبادل کے طور پر پیش کر سکے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ملک اور باشندگان ملک کی فلاح کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ نظام جبر واستبداد کی جگہ ایک عادلانہ اور منصفانہ نظام خلافت قائم کیا جائے۔ اس وقت جب ملک میں اجتماعی زندگی کی ترتیب و تنظیم میں سارے تجربے ناکام ہو چکے ہیں اور جب ہم یہ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جمہوریت کی سیڑھی پر چڑھ کر جو لوگ ایوان اقتدار میں داخل ہو رہے ہیں ان کے دامن جرائم سے داغدار اور ہاتھ مجبوروں کے خون سے آلودہ ہیں تو ایسی صورت میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم نظام خلافت کی امانت بلا کسی پس و پیش کے باشندگان ملک کے سامنے رکھیں کہ اسی میں ہماری فلاح بھی ہے اور اہالیان ملک کی بھی۔

اس میں شبہ نہیں کہ خلافت پارٹی کے قیام سے چوتھے مسلم محاذ کی پہلی اینٹ رکھ دی گئی ہے۔ اب اس ملک میں رسول اکرم کے سیاسی نظام کے قیام کے لئے جو لوگ بھی حوصلہ رکھتے ہوں ان کے لئے کام کا ایک میدان نکل آیا ہے' البتہ ہمیں اس خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے کہ اس نظام جبر میں چند پارلیمانی نشستوں کے حصول سے ہم واقعتاً کوئی انقلاب لے آئیں گے۔ اس کے لئے ہمیں بڑے پیمانے پر ایک طویل المیعاد جدوجہد کی تیاری کرنی ہوگی۔ محض آرزوؤں اور خواہشوں کا تابع ہو کر جلد بازی میں کوئی فیصلہ ہمارے لئے بالکل ابتدائی مرحلے میں ہزیمت کا باعث ہو سکتا ہے' اس لئے نظام خلافت کے داعیوں کو پہلے مرحلے میں ملک بھر میں ایک ذہنی انقلاب کے لئے کوشش کرنی ہوگی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آنے والے دنوں میں خلافت پارٹی کے ذمہ داران اور فدائین فوری طور پر درج ذیل امور کا اہتمام ضرور کریں۔

(۱) اب تک جو لوگ قیام خلافت کے لئے خود کو پیش کر چکے ہوں' ان کی ذہنی اور روحانی تربیت کے لئے چھوٹے چھوٹے ہفتہ وار حلقے قائم کئے جائیں۔ ایک محلے میں جہاں دس لوگ میسر آگئے ہوں وہاں ایک حلقہ قائم کر لیا جائے۔ حلقے کا اہتمام ہر ہفتے ہو البتہ ماہ کے آخری ہفتے میں ایک شہر کے تمام چھوٹے چھوٹے حلقے ایک جگہ ملنے کا اہتمام کریں۔

(۲) ابتدائی دو ماہ کے دوران تعلیمی حلقے رسول اکرم ﷺ کے سیاسی نظام اور خلافت کے تصور پر اپنی توجہ مرکوز کریں گے اس کے بعد وقتاً فوقتاً مرکز سے حلقوں کو درس و تدریس کے لئے تحریری مواد ارسال کیا جائے گا۔

(۳) خلافت پارٹی کے اغراض و مقاصد پر مشتمل ایک کتابچہ اکتوبر کے ملی ٹائمز میں شائع ہوگا' آپ اسے مقامی زبان میں ترجمہ کر سکتے ہیں۔ تبلیغی مقاصد کے لئے یہ کتابچہ مرکز سے بھی حاصل کیا جا سکے گا۔

(۴) خلافت پارٹی کے لئے ممبرشپ فارم اس کتابچے کے ساتھ ہی مل سکے گا۔ آپ سے جہاں تک ممکن ہو سکے کفار و مشرکین کی سیاسی پارٹیوں میں پھنسے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو خلافت پارٹی میں داخلے پر آمادہ کریں اور انہیں بتائیں کہ مسلمان کی حیثیت سے ہمارے لئے قیام خلافت کے علاوہ اور کوئی دوسرا سیاسی ایجنڈا نہیں ہو سکتا۔

(۵) موجودہ سیاسی ڈھانچے میں' عوامی بیداری کے بغیر محض الیکشن کے ذریعے ہم اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکتے' اس لئے کہ بہت سے مسلم پارلیمانی حلقوں کو موجودہ نظام نے غیر مسلموں کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ ہم نے اس بارے میں الیکشن کمیشن کو ایک تنبیہی خط بھی ارسال کیا ہے اور انہیں اس ناانصافی کی طرف توجہ دلائی ہے' لیکن وہ ہماری ان باتوں پر اس وقت تک توجہ نہیں دیں گے جب تک ہم ایک بڑی زوردار عوامی قوت کے طور پر نہ ابھریں۔ اس لئے مطالبات کی راہ کو خیرباد کہتے ہوئے ملک بھر میں عوامی بیداری کی تحریک برپا کرنی ہوگی۔ پہلے مرحلے میں ہماری تمام تر توجہ مسلمانوں پر ہوگی اس کے بعد ہم اس پوزیشن میں ہوں گے کہ غیر مسلموں کو یہ بتا سکیں کہ اس ملک کو بدعنوان اور اخلاق باختہ سیاست دانوں کی ضرورت نہیں بلکہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ جیسے خلفاء کی ضرورت ہے۔

(۶) ہمہ گیر فکری انقلاب کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف منصوبے تشکیل دئے جائیں گے جس کی اطلاع ملی ٹائمز کے ذریعہ آپ تک پہنچتی رہے گی۔ ہماری سرگرمیوں سے واقفیت کے لئے ملی ٹائمز کا مستقل مطالعہ ضروری ہے۔

(۷) اس الیکشن پر شاید ہم بہت زیادہ اثرانداز نہ ہو سکیں لیکن اس خیال سے ہمیں اپنا کام بند نہیں رکھنا ہے۔ ہم ہر دردمند مسلمان بھائی بہن کو سمجھانے کی کوشش کریں گے کہ مسلمان کی حیثیت سے ہم اگر کسی سیاسی ایجنڈے کو اختیار کر سکتے ہیں تو وہ بس یہی ایجنڈا ہے جسے خلافت پارٹی لے کر اٹھی ہے' اس کے علاوہ تمام مشرک سیاسی پارٹیاں غیر اسلامی ایجنڈے کی حامل ہیں اس لئے ان کے لئے نہ تو ہم کام کر سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں ووٹ دے سکتے ہیں کہ شریعت کی رو سے ہمارا ایسا کرنا معصیت ہے' حرام ہے۔

خدا کرے آنے والے دنوں میں ہم کمزور بندوں کی جدوجہد سے اس ملک میں اور اس سے باہر جلد از جلد عدل و انصاف کا سورج طلوع ہو۔

والسلام

آپ کا بھائی

راشد شاز

RNI # 57337/94

Printed at Tej Printing Press, Bahadurshah Zafar Marg, New Delhi